ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

16/48

اثاثوں کا تبادلہ کرلیں

قومی اسمبلی کا اجلاس شروع ہؤا تو جمعیۃ علماء اسلام کے ایک ممبر مولانا نعمت اللہ نے تقریر کرتے ہوئے شیخ رشید وزیر صحت پر تنقید کی کہ وزیر صاحب کہتے ہیں ہم نے دواؤں کی خاص دکانیں کھول دی ہیں، میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ہمارے شہروں قصبوں دیہاتوں اور پہاڑوں میں تو کوئی دکان نہیں ہے لوگ پریشان ہیں اور ذرا سخت لہجہ میں شیخ صاحب کی خبر لی۔ شیخ صاحب نے کوئی معقول جواب دینے یا غلطی تسلیم کرنے کی بجائے کہہ دیا کہ مولانا صاحبان سرمایہ داروں کے ایجنٹ ہیں اور خود بھی سرمایہ دار ہیں، اس پر مفتی محمود صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم اس کیلئے تیار ہیں کہ شیخ صاحب مولانا نعمت اللہ صاحب سے اپنی جائداد اور تمام اثاثوں کا تبادلہ کرلیں۔ اس پر سارا ہال زعفران زار بن گیا اور گیلریوں میں موجود لوگ بھی ہنسنے لگے۔

(از قلم مولانا تاج محمود ہفت روزہ لولاک لائل پور)

یکے از مطبوعاتِ جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان مرکزی دفتر چوک رنگ محل لاہور فون ۹۷۷۱۵

علم و تحقیق

قسط نمبر ۶

از
مولانا محمد سرفراز خاں صفدر

حجیّتِ حدیث

..... آپ آخر سے اس سلسلے کو شروع فرماتے اور حضرت عائشہؓ تک سب بیویوں کے پاس تھوڑا تھوڑا وقت گذارتے، حتیٰ کہ مغرب ہو جاتی، کسی موقعہ پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس کہیں سے شہد آیا ہوا تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب اُن کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہؓ آپؐ کو شہد پیش کرتیں۔ آپ نوش فرماتے۔ اس طرح ان کے ہاں کچھ زیادہ وقت لگ جاتا۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کو بمقتضائے بشریت یہ بات ناگوار گذری کہ آپؐ کسی اور کے ہاں زیادہ وقت ٹھہریں۔ صاف طور سے تو نہ کہہ سکیں البتہ آپس میں مشورہ کیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو کہہ دیں کہ آپ سے مغافیر کی (عرب میں ایک قسم کا گوند ہے) بُو آتی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ جب آپ ان کے ہاں دیر سے تشریف لائے تو پوچھا: اَکَلْتَ مَغَافِیْر کہ آپ نے مغافیر کھائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تو زینب کے ہاں سے شہد کھایا ہے اب میرے اوپر حرام ہے کہ میں شہد استعمال کروں۔ اور یہ بات رازداری سے کہی کہ کسی اور کو پتہ نہ چلے۔ بیویوں سے بھی فرمایا کہ کسی دوسری بیوی کو اس بات کی خبر نہ ہو۔ دیکھئے یہاں اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو حدیث فرمایا ہے۔ وَاِذَا اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا۔ اور جب پیغمبرؐ نے اپنی بیویوں سے راز کی بات کہی۔

ہجرت کے پانچویں سال کا ذکر ہے۔ حضرت زینبؓ کا پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ تھا، طلاق ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح فرما لیا۔ ولیمے کا انتظام فرمایا۔ اس وقت تک پردے کا حکم نہیں آیا تھا۔ آپ تھوڑے تھوڑے آدمیوں کو بلواتے۔ جب وہ فارغ ہو جاتے تو دوسرے اصحاب بلائے جاتے۔ ایک باری پر تین آدمی کھانا کھانے کے لئے آئے۔ کھانا کھانے کے بعد وہ وہیں بیٹھے رہے بالکل نیک نیتی سے کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بیٹھیں گے مزید بات چیت کا موقع ملے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناگوار گذری۔ ہم میں سے کوئی مہذب آدمی اس کا مرتکب نہیں ہو سکتا کہ اپنے مہمانوں کو خود اٹھا دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیسے فرما سکتے تھے۔ آپ نے اس کی یہ صورت اختیار فرمائی۔ بذات خود اُٹھ کر باہر تشریف لے گئے کہ میرے چلے جانے سے یہ بھی خود ہی اُٹھ جائیں گے۔ لیکن وہ اس پر بھی اٹھ کر نہ گئے۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے حضرت انسؓ کو بھیجا کہ دیکھ کر آئیں۔ وہ حضرات ابھی تک بیٹھے ہوئے تھے۔ تین مرتبہ آپؐ نے حضرت انسؓ کو اس سلسلے میں بھیجا۔ آخر ان کو خود ہی خیال آیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف فرما نہیں ہیں تو ہمارا یہاں بیٹھنے سے کیا مقصد ہے۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوت النبی اِلّا ان یؤذن لکم اِلٰی طعامٍ غیر نٰظرین اِنٰہُ ولٰکن اذا دعیتم فادخلوا فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستانسین لحدیثٍ ط (ترجمہ) اے ایمان والو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں مت جاؤ مگر جو تم کو حکم ہو کھانے کے واسطے اور نہ راہ دیکھنے والے اس کے پکنے کی، لیکن جب تمہیں بلائے تب جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو آپ آپ کو چلے جاؤ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کے ساتھ مانوس ہو کر نہ بیٹھو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر آپ کی باتوں کے لئے حدیث کا لفظ استعمال کیا ہے۔

منکرین حدیث عوام کو دھوکہ دینے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ ہم بھی حدیث کو مانتے ہیں۔ حدیث سے ان کی مراد صرف کلام اللہ ہوتا ہے۔ اس کی تائید میں وہ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ پڑھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ چھوڑو جی حدیث تو اتنے عرصے کے بعد لکھی گئی ہے۔ دو تین سو سال بعد لکھی گئی صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین بھی تو انسان تھے، اُن سے غلطیاں بھی تو ہو سکتی ہیں وہ غلط بھی تو لکھ سکتے ہیں۔ لیکن وہ یہ بات اُن حضرات کی زندگی کے مطالعہ سے قطع نظر کہتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے باہر بیٹھ کر فرفر حدیثیں پڑھا کرتے تھے تاکہ اگر کوئی غلطی ہو، تو حضرت عائشہؓ تصحیح فرما دیں (روایت بخاری)

بخاری ہی کی روایت باب العلم میں ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ کو ایک حدیث کے بارے میں تردد ہوا۔ جن جن حضرات نے وہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی، حضرت جابر بن عبداللہؓ کے زعم میں وہ سب حضرات بجز حضرت عبداللہ بن انیسؓ کے دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن انیسؓ مدینہ سے ڈیڑھ ہزار میل دور ملک شام میں رہائش پذیر تھے۔ حضرت جابرؓ نے ایک اونٹنی خریدی اور فرمایا کہ جب تک حدیث کے اس شک کو دُور نہیں کر لوں گا چین سے نہیں بیٹھوں گا، سفر شروع کر دیا۔ اُس زمانے کا سفر اللہ اللہ۔ ڈیڑھ ہزار میل کی مسافت طے کرنے کے بعد ملک شام پہنچے۔ حضرت عبداللہؓ کی رہائش کا پتہ کیا، وہاں پہنچے۔ دستک دی، حضرت عبداللہؓ تشریف لائے اور اپنے ہاں ٹھہرنے کی درخواست کی۔ لیکن حضرت جابرؓ نے نہ تو اُن کے ہاں ٹھہرنا گوارا کیا نہ کھانا کھایا، حتیٰ کہ اُن کے اصرار کے باوجود اونٹنی سے نہ اُترے اور فرمایا کہ میں صرف اور صرف ایک حدیث کے شک کو دُور کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوا ہوں اور کوئی دنیاوی غرض نہیں ہے، انہیں قدموں پہ واپس لوٹ جاؤں گا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن انیسؓ نے حضرت جابرؓ کو وہ حدیث سنائی اور آپ اسی وقت وہاں سے واپس ہو گئے۔ تاریخ میں ملتا ہے کہ حضرت عبداللہؓ نے حضرت جابرؓ کی مہمانی کے سلسلہ میں کھانا وغیرہ ایک غلام کے ہاتھ دوران سفر پہنچوایا۔ ایسے میں حضرت ابوسعید خدریؓ صرف ایک حدیث کے شک کو دُور کرنے کے لئے ہزاروں میل کا فاصلہ طے کر کے مصر میں حضرت عقبہؓ بن عامرؓ کے پاس پہنچے۔ اُن حضرات کے متعلق غلط گمان کتنی نادانی اور کم علمی کی دلیل ہے۔

امام ابن عبدالبرؒ نے اپنی کتاب بیان العلم میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک تاجر غالب قطان نامی بصرہ کا رہنے والا تھا، بغرض تجارت کوفہ آیا کوفہ میں حضرت اعمشؒ بہت بڑے محدث گذرے ہیں۔ اُس وقت ان کے درس میں شرکت کے لئے غالب قطان بھی جا پہنچے۔ فراغت درس پر مسجد کے باہر حضرت اعمش سے ایک حدیث کے متعلق پوچھا نہ جانے کس بنا پر حضرت اعمشؒ نے قسم کھائی کہ ایک سال تک تجھے یہ حدیث نہیں سناؤں گا۔ حضرت غالب نے بھی قسم کھائی کہ میں بھی بغیر حدیث سُنے کوفہ سے نہیں جاؤں گا۔ سامان تجارت خریدا، نوکروں کے ہاتھ بصرہ بھیج دیا اور خود کوفہ میں ہی رہائش اختیار کر لی۔ پورے ایک سال کے بعد حضرت اعمشؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کی قسم پوری ہو چکی اب وہ حدیث سنائیں۔ حدیث سنی اور واپس بصرہ تشریف لائے

(بقیہ صفحہ ۱۲ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

مدیر
زاہد الراشدی

جلد ۱۶ | جمعہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۹۷۳ء . قیمت پچاس پیسے | شمارہ ۴۸

قومی پریس کا کردار

قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے گذشتہ روز گگھڑ میں اخباری نامہ نگاروں سے گفتگو کرتے ہوئے ملکی مسائل پر سیر حاصل تبصرہ کیا جس کی مفصل رپورٹ آئندہ شمارے میں ہمارے وقائع نگار خصوصی کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس موقع پر آپ نے قومی پریس پر عائد پابندیوں کا بھی ذکر فرمایا اور اخبار نویسوں پر زور دیا کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے صحیح رپورٹنگ کیا کریں اور محض حکومت کو خوش کرنے کے لئے سیاسی قائدین کے بیانات کو توڑ موڑ کر نہ پیش کریں۔ خیال تھا کہ شاید اس مجلس کی رپورٹنگ کے بارے میں ہی اخبار نویس کچھ ذمہ داری کا احساس کریں گے، مگر دوسرے روز روزنامہ امروز دیکھنے کا موقع ملا تو یہ توقع نقش بر آب ثابت ہوئی۔

نامہ نگار کے حوالہ سے امروز نے مفتی صاحب کی طرف یہ الفاظ منسوب کئے کہ "یہ ضروری نہیں کہ خلفاء راشدین کی پیروی کی جائے کیونکہ ملکی حالات کے مطابق اسلامی سیاسی نظام میں رد و بدل کیا جا سکتا ہے"۔

حالانکہ مفتی صاحب نے یہ الفاظ قطعاً نہیں فرمائے۔ قصہ صرف اتنا ہے کہ ایک نامہ نگار نے سوال کیا کہ اسلام وحدانی طرز حکومت چاہتا ہے یا وفاقی؟ مفتی صاحب نے جواب دیا کہ یہ انتظامی مسئلہ ہے جس کے بارے میں اسلام اجازت دیتا ہے کہ حالات کے تحت جو صورت مناسب ہو اختیار کر لی جائے۔ نامہ نگار نے پھر سوال کیا کہ کیا اسلام کے سیاسی نظام میں حالات کے تحت رد و بدل ہو سکتا ہے؟ مفتی صاحب نے فرمایا۔ اسلام میں جو امور قطعی ہیں، ان میں رد و بدل کی گنجائش نہیں لیکن جن امور میں اسلام نے کوئی قطعی حکم نہیں دیا ان میں حالات کے تحت جو صورت مناسب ہو اختیار کی جا سکتی ہے۔

اس کی وضاحت میں مفتی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ اگر سربراہ حکومت حضرت صدیق اکبرؓ یا حضرت عمرؓ جیسا عادل شخص ہو تو میں اس بات کی حمایت کروں گا کہ اس کو جتنے زیادہ سے زیادہ اختیارات دیئے جا سکتے ہیں دیئے جائیں کیونکہ اس سے اختیارات کے غلط استعمال کی توقع نہیں۔ لیکن اگر حکومت کی باگ ڈور ایوب خاں، یحییٰ خاں اور بھٹو جیسے افراد کے ہاتھ میں ہو تو میں کہوں گا کہ ان کے اختیارات کو جس قدر ہو سکے محدود کر دو تاکہ یہ لوگوں پر ظلم نہ کر سکیں۔

تعجب کی بات ہے کہ مفتی صاحب کے ان ارشادات کو اس طرح توڑ موڑ کر پیش کیا گیا کہ اس کا مفہوم ہی بدل کر رہ گیا ہے در اصل قومی پریس خصوصاً ٹرسٹ کے اخبارات کی ہم پر یہ کوئی نئی نوازش نہیں، اس سے قبل بھی ہمیشہ اپوزیشن خصوصاً جمعیۃ اور نیپ کے راہنماؤں کو بدنام کرنے کے لئے اس قسم کے حربے اختیار کئے گئے ہیں۔

ابھی حال ہی میں نوائے وقت نے جو بظاہر اپوزیشن کا ترجمان کہلاتا ہے لیاقت آباد کے نامہ نگار کے حوالہ سے ایک خبر میں کہا کہ مفتی صاحب اور عبدالولی خاں صاحب نے چشمہ میں کارکنوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم قومی اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو جائیں گے۔ جبکہ گذشتہ اڑھائی برس سے مفتی صاحب چشمہ میں نہیں گئے۔

جس ملک میں قومی پریس کا یہ کردار ہو اور اخبار نویس اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے بجائے مفادات کے چکر میں الجھ کر رہ جائیں اور ان کا قلم حقائق و واقعات کی نقاب کشائی کرنے کی بجائے آمریت کی مدح سرائی اور حق گو قائدین کی کردار کشی کے لئے وقف ہو جائے اس ملک میں جمہوری اقدار و روایات اور اسلامی اخلاق و آداب کی ترویج کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے۔

ہم صحافی بھائیوں سے مودبانہ گذارش کرینگے۔ کہ کرسی پر کوئی ہمیشہ نہیں رہتا اور حق و صداقت کے اظہار کے بغیر آپ اپنی ذمہ داریوں سے عند اللہ و عند الناس سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اگر آپ حق کا ساتھ دینے کی ہمت نہیں پاتے تو کم از کم جھوٹ اور بہتان تراشی سے تو پرہیز کریں۔

---

۷ دسمبر کو ملک بھر میں یوم سانگھڑ منایا جائے

قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود نے ملک بھر میں جمعیۃ علماء اسلام کی تمام شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ متحدہ جمہوری محاذ کے فیصلہ کے مطابق ۷ دسمبر بروز جمعہ ملک بھر میں یوم سانگھڑ منایا جائے اور خطبات جمعہ، پبلک اجتماعات، جلوسوں اور قراردادوں کے ذریعہ موجودہ حکومت کے ظالمانہ اقدامات غیر آئینی کاروائیوں اور اپوزیشن کارکنوں پر بے رحمانہ تشدد خصوصاً ضلع سانگھڑ میں پیر صاحب پگاڑو شریف کے مریدین اور حروں کے خلاف انتقامی کاروائیوں کی تفاصیل بیان کر کے ان اقدامات کی شدید مذمت کی جائے۔ اور رائے عامہ کو ظالم حکومت کے خلاف منظم اور بیدار کیا جائے۔

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

ارشادات قائد جمعیتہ مولانا مفتی محمود

رپورٹ: شیخ محمد یعقوب

تحریک جاری رہے گی

قائد جمعیتہ حضرت مفتی اعظم مدظلہ نے ملتان میں اسیرانِ جمہوریت کے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے ملکی مسائل پر روشنی ڈالی۔ اس خطاب کی مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے۔

اسلام ایک جامع نظام حیات اور زندگی کے ہر شعبہ میں رہنما اصول رکھتا ہے۔ ہمارے ہاں معلوم نہیں کس طرح یہ ذہنیت پیدا ہوئی مسلمانوں نے یہ تصور کر لیا کہ سیاست اور اسلام الگ الگ، یا متضاد ہیں۔ ہم قرآن کا مطالعہ کریں یا نبی پاک کی سیرۃ پاک کو دیکھیں یہ بالکل واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ نبی پاکؐ کبھی میدانِ جہاد میں مجاہدوں کی کمان کرتے ہیں کبھی مسجد نبوی میں کرسی عدالت میں براجمان ہیں اور کبھی دوسری حکومتوں کے وفود سے عالمی مسائل پر معاہدے کرتے ہیں۔ غربا اور مساکین کو تقسیم کرنے کے لئے غلہ آتا ہے تو آپ برابر تقسیم کراتے ہیں۔ ہم آپؐ کو غزوہ بدر میں دیکھتے ہیں، اُحد میں ہم آپؐ کو لہولہان پاتے ہیں، اور غزوہ خندق میں آپؐ صحابہؓ کے ساتھ مل کر خندق کھودتے ہیں۔ اور حنین میں جب صحابہؓ کے قدم اکھڑ جاتے ہیں تو حضور گھیراؤ اور تیروں کی بارش کے باوجود صحابہ کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اور ہاری ہوئی بازی جیت کر ایک لائق کمانڈر کا کردار سرانجام دیتے ہیں۔

دوسری طرف ہم نبی پاکؐ کو مسجد نبویؐ میں رشد و ہدایت میں مصروف پاتے ہیں۔ عبادت میں محو پاتے ہیں۔ یہاں تک کہ کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے ہیں۔

غرضیکہ حضور نبی پاکؐ کی زندگی صحابۂ کرام و خلفائے راشدین کی زندگی اور طریق کار ہمارے لئے نورِ ہدایت رہنما اصول اور راہ نجات ہے۔

ظالم فرنگی نے اپنے دورِ اقتدار میں یہ ذہن پیدا کیا کہ تقوے اور عبادت کے لئے سیاست سے علیحدگی ضروری ہے اور پاکیزہ زندگی کے لئے رہبانیت لازمی ہے۔

ہم ایسی غلامانہ ذہنیت کو تسلیم نہیں کرتے کہ لوگ گمراہ ہوں، ضلالت، الحاد، بے دینی کا شکار ہوں اور بے دینی پھیلتی رہے مگر کچھ لوگ ان تمام باتوں سے بے نیاز ہو کر اللہ اللہ کریں اور تسبیح چلائیں۔ ایسے شخص کو متقی سمجھنا غلط ہے اور گمراہی ہے۔ میرے نزدیک یہ شخص فاسق و فاجر ہے۔ جس طرح نماز چھوڑ دینا فسق ہے اسی طرح اپنی تمام تر قوتوں کو رضائے الٰہی کے لئے استعمال نہ کرنا اور فریضہ تبلیغ سے جو جہاد کا درجہ رکھتا ہے انکار بھی فسق و فجور ہے۔ جہاد منسوخ کرنے کا تصور مسلمانوں کا تصور نہیں یہ فرنگیوں اور قادیانیوں کا تصور ہے ہم ایسے غلط تصور کو ختم کریں گے۔ اور جامع نظام حیات کے لئے کام کرتے رہیں گے۔

ہم اس تصور کے خلاف بغاوت کرتے ہیں کیونکہ یہ تصور اسلام کا تصور نہیں ہے۔ اپنی قوت کو ظلم اور بربریت کے خلاف استعمال کرنا۔ خلافِ اسلام قوانین اور غیر جمہوری اقدار کو ختم کرنے کا مشن اور لوگوں کی اقتصادی معاشی اور آئینی رہنمائی کرنا بھی جہاد اور عبادت ہے۔

ہم اپنے اکابر کو دیکھتے ہیں ان سے جو روشنی ملتی ہے اور رہنمائی ہوتی ہے اور اکابر نے جو ہماری تربیت کی ہے اس سے بھی ہمیں آزادی و حریت کا سبق ملتا ہے۔ ہم مولانا محمود الحسنؒ کو دیکھتے ہیں۔ مالٹا میں اسیر پاتے ہیں۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ کو محبوس پاتے ہیں۔ پاک و ہند کی وہ کونسی جیل ہے جس میں ہمارے اکابر نے آزادی اور جمہوریت کی جوت نہیں جگائی۔ جیل کی دیواریں گواہ ہیں کہ آزادی کے متوالے آتے رہے اور فرنگی کی غلامی کی زنجیر کو سینے سے لگاتے رہے۔ آخر کار زنجیر ٹوٹ گئی اور ملک آزاد ہو گیا

ہماری تحریک اسلامی تحریک ہے۔ انقلابی تحریک ہے۔ احیائے اسلام کی تحریک ہے۔ ہماری تحریک کا تعلق مساجد سے مدارس سے اور طلباء سے اس قدر پختہ ہے۔ کہ یہ بے دینی اور گمراہی کا رنگ اختیار کر ہی نہیں سکتی۔

ہم انقلاب چاہتے ہیں اور انقلاب برپا کریں گے۔ ایسا انقلاب کہ ہر شخص کو اسلام کے مطابق عمل کرنے کی سہولتیں میسر ہوں اور ملک کا قانون اسلام ہو۔

اس مقصد کے لئے ہم نے انتخابی سیاست میں حصہ لیا اور یہ حقیقت ہے کہ اس طرح ہم کو قوت ملی اور حمایت حاصل ہوئی۔

صوبہ سرحد میں حکومت سنبھالتے وقت ہی میں نے اعلان کر دیا تھا کہ اگر اقتدار نے ہمارے مقصد میں مدد دی اور معاون ثابت ہوا تو درست ورنہ میں اقتدار کو چھوڑ دوں گا اور مقصد کے حصول کے لئے تحریک کرتا رہوں گا۔ ہم کسی غلط فہمی کا شکار نہ پہلے تھے اور نہ اب ہیں۔ جس مجلس میں صوبہ سرحد کی وزارت کا میں نے حلف اٹھایا اسی مجلس میں شراب کو بند کر دینے کا حکم جاری کر دیا۔ اس لئے کہ اس وقت حکم دینے کا اختیار اور سیاسی قوت مجھے حاصل تھی۔ اس طرح لاکھوں آدمیوں کو گناہ سے بچایا جانا ممکن ہوا۔

لوگ کہتے ہیں کہ قانون بن جانے کے باوجود شراب فروخت ہوتی رہی گویا قانون کی خلاف ورزی ہوتی رہی۔ دیکھنا ہے کہ کس قانون کی خلاف ورزی نہیں ہوتی، چوری، قتل، زنا وغیرہ کے قانون اس لئے ختم کر دیئے جائیں کہ قانون کی موجودگی میں خلاف ورزی ہوتی ہے۔ آپ دیکھتے ہیں قتل بھی ہوتے ہیں۔ اور قانون بھی موجود ہے

اور بھی کئی اصلاحات ہوئیں مگر ایک شخص نے اتنی رکاوٹیں کھڑی کر دیں کہ ہمارا مقصد متاثر ہونے لگا تو میں نے استعفےٰ دے دیا۔

آپ جانتے ہیں ہمارے ملک میں استعفےٰ دینے کا رواج نہیں۔ یہاں استعفےٰ دیا نہیں جاتا لیا جاتا ہے۔ حصولِ اقتدار کے لئے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ کئی چوکھٹوں پر سجدہ کرنا پڑتا ہے۔ تب جا کر کرسئ اقتدار میسر آتی ہے۔ مگر ہم نے سیاسی قوت کے ذریعہ اور اصول کے ذریعہ اقتدار حاصل کیا تھا۔ استعفےٰ دینے کے بعد خود صدر وزراء میری منت کرتے رہے کہ میں استعفےٰ واپس لوں اور نئی وزارت کا حلف اٹھاؤں۔ ترغیب و ترہیب کے تمام راستے اختیار کئے گئے یہاں تک کہا گیا کہ جو من مانی چاہو کرنا مرکزی اب آپ سے تعاون کرے گی۔ مگر چونکہ ہمارے نزدیک اقتدار مقصود نہیں تھا اصول تھا۔ اس لئے حکومت سے باہر آ گئے۔

ہم ملک کو جمہوری اصول کے مطابق چلانا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے لیاقت باغ میں جلسہ عام کرنے کا پروگرام بنایا تاکہ عوام تک صحیح صورت حال پہنچائی جائے۔ حکومت نے سازش کی اور ہمارے جمہوری حق کو طاقت کے ذریعے دبانا چاہا۔ دُور دراز سے غنڈے منگوائے ان کو اسلحہ دیا اور مورچے لگوائے۔ آگ لگانے والے بم دیئے۔ ہم جلسہ حکومت کی اجازت سے کر رہے تھے یہ کوئی غیر قانونی احتجاج نہ تھا۔ وفاقی فورسس اور سیکورٹی کی موجودگی میں گولیوں کی بارش ہوئی۔ چار ہزار یا پانچ ہزار گولیاں چلائی گئیں۔ ہر طرف قیامت برپا تھی اور لاشیں تڑپ رہی تھیں۔ آخر ہمارا کیا قصور تھا اور ہم نے کونسا جرم کیا تھا۔ گوجرانوالہ میں فائرنگ ہوئی۔ غنڈے چھتوں اور درختوں پر سے فائرنگ کر رہے تھے۔ وزیر آباد میں دستی بموں سے ہمارے ڈیرہ پر حملہ کر دیا گیا کئی آدمی زخمی ہوئے کسی نے پوچھا یہ کیوں ہوا اور کس نے کیا؟ کوئی انکوائری ہوئی؟ مجرموں کو پکڑا گیا؟ کچھ بھی نہیں ہوا اس سے ثابت ہوا کہ حکومت خود اس میں ملوث تھی اور ذمہ دار تھی۔ کیا ہم ملک کو بھٹو کی جاگیر سمجھ لیں کیا آزادی اور جمہوریت یہ ہے جس کا مظاہرہ بار بار کیا جاتا ہے۔ ہم نے موجودہ ظلم اور بربریت کا مقابلہ کرنا ہے۔ اس لئے سیاسی سرگرمیوں کو باقی رکھنے اور جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ لاہور اور ملتان میں جلسے کرنے کا پروگرام بنایا۔

حکومت نے جو رویہ اختیار کیا اور کس قدر دھاندلی، تشدد اور غنڈہ گردی کا مظاہرہ کیا وہ آپ حضرات کے سامنے ہے۔ تحریک بحالئ جمہوریت کا مقصد قانون شکنی نہیں تھا۔ صرف ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا مقصود تھا۔

ہمارے جوانوں، کارکنوں اور طلباء نے جمہوریت کے لئے اسلام کی سربلندی کے لئے جو قربانیاں دی ہیں اور ظلم کا جس طرح مقابلہ کیا ہے وہ بہت قابل تعریف ہے۔ ہمارے مجاہدوں کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کیا گیا۔ ایسی سزائیں گئیں کہ بیان نہیں کی جا سکتیں۔ اس کے باوجود ہمارے

باقی صفحہ ۱۲

وفاقی دارالحکومت سے

ابن عزیز ـ راولپنڈی

★ علمائے دیوبند اور مرحوم ناصرؒ کی انگریز دشمنی
★ عربوں کا تیل اور یورپ و امریکہ کی پریشانی
★ شاہ فیصل کی خواہش اور بیت المقدس

برصغیر پاک و ہند کی آزادی کے "ہیرو" شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ سے کسی نے پوچھا "حضرت باوجود اس کے کہ اس وقت آپ سے بڑھ کر انگریز کا کوئی دشمن نہیں کیا اس میں کوئی "اچھائی" بھی ہے؟

فرمایا "ہاں! اگر اس کے کباب بنائے جائیں تو وہ بہت لذیذ ہوں گے"۔

ایک انگریز افسر نے ایک دفعہ کہا تھا کہ "اگر شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کو جلا کر خاکستر کر دیا جائے تو ان کی خاک سے بھی انگریز دشمنی کی آواز آئے گی"۔

شیخ الہندؒ نے فرمایا تھا کہ انگریز کو ہندوستان سے نکال دو تو مشرق وسطیٰ اور افریقہ آزاد ہو جائے گا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا "مجھے دنیا میں ایک چیز سے محبت اور ایک سے نفرت ہے "یعنی قرآن سے محبت اور انگریز سے نفرت"۔

مصر کے مرحوم صدر جمال عبدالناصرؒ نے فرمایا کہ اگر سمندر کی تہہ میں دو مچھلیاں بھی آپس میں برسر پیکار ہوں تو سمجھو کہ اس میں بھی سیاست افرنگ کا ہاتھ ہے"۔

۱۹۶۷ء کی جنگ سے قبل اور جنگ کے بعد بھی مرحوم جمال عبدالناصرؒ عرب حکومتوں، شہنشاہیتوں اور ریاستوں سے عالم اسلام کے ازلی دشمن انگریزوں (اور انگریزوں کے خلاء کو پر کرنے والے) امریکیوں کے لئے تیل کی سپلائی بند کرنے کے لئے کہا کرتے تھے۔ یورپ اور امریکہ کے بنکوں سے اپنی دولت نکلوانے کے لئے زور دیا کرتے تھے مگر اس وقت کے بعض عرب "حکمران" بعض "مصلحتوں" کی بنا پر ایسا کرنے سے "ڈرتے" تھے کہ کہیں ان کے "آقایان ولی نعمت" ان سے "ناراض" نہ ہو جائیں۔ مرحوم جمال عبدالناصرؒ عربوں کے بکھرے ہوئے "موتیوں" کو ایک لڑی میں پرونا چاہتے تھے۔ وہ اٹھارہ سال تک عربوں کو اتحاد، جرأت اور خود اعتمادی کا درس دیتے ہوئے اپنے "وسائل کے ذریعے" یورپی و امریکی سامراجیوں پر کاری ضرب لگانے کے لئے کہتے رہے۔ جب

انہوں نے ۱۹۵۶ء میں نہر سویز کو قومی ملکیت میں لینے کا اعلان کیا اور یورپ کی دو بڑی طاقتوں فرانس اور برطانیہ اور امریکی سامراج کے زیر پرورش (اسرائیل) نے مصر پر حملہ کیا تو جمال ناصرؒ نے جس طرح انہیں شکست فاش دیکر ذلیل کیا، اس سے سارا یورپ اور امریکی ریاستیں ہل گئی تھیں۔ یہ عربوں کا یورپ و امریکہ کو اپنی "موجودگی" کا احساس دلانے کے لئے پہلا موقع تھا۔ اس کے بعد اکتوبر ۱۹۷۳ء میں دنیا بھر کو ایک بار پھر یہ "اعتراف" کرنا پڑا کہ آج صلاح الدین ایوبیؒ اور نور الدین زنگیؒ کی روحوں نے انور السادات اور حافظ الاسد کو "انتقام" کے لئے پکارا۔ انور و حافظ کی آواز پر فیصل، البکر، حسن، بورقیبہ اور عیدی امین لبیک کہتے ہوئے جمال ناصرؒ کے نعروں، اتحاد عالم عرب، اسلام کی عظمت، مقامات مقدسہ کی آزادی اور عیسائی و یہودی دنیا کو مسلمانوں کی "برتری" کا احساس دلانے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ فوجی لحاظ سے کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد تیل کا وہ مؤثر ہتھیار استعمال کیا کہ یورپ و امریکہ کی چولیں ہل گئیں۔ دنیا بھر کے ممالک تیل کی راشن بندی کرنے پر مجبور ہو گئے۔ یورپ کی صنعتی گاڑی کے پہیوں سے ہوا نکل گئی۔ فیکٹریاں بند ہونے لگیں۔ موٹر کاریں سڑکوں سے غائب ہو گئیں۔ برسوں تک عربوں کو غلامی میں رکھنے والے انگریز، عربوں کو وفاداری اور ہمدردی کا یقین دلانے لگے۔

یہاں کے سیاسی حلقوں کے مطابق اگر عالم عرب جمال عبدالناصرؒ کی زندگی میں ہی یورپ اور امریکہ پر صرف تیل کا ہی ہتھیار استعمال کرتے تو یہودی ریاست کبھی کی ختم ہو چکی ہوتی۔ امریکہ گھٹنے ٹیک چکا ہوتا۔ مشرق وسطیٰ اور افریقہ کے متعدد ممالک اپنے گلوں سے غلامی کے طوق اتار چکے ہوتے۔ امریکہ کب کا دہائی دے چکا ہوتا کہ عربو! اگر تم نے تیل کی سپلائی یوں ہی بند رکھی تو کروڑوں امریکی سردی سے ٹھٹھر کر مر جائیں گے۔

۱۹۷۳ء کی جنگ نے عالم عرب اور افریقہ میں آزادی کی ایک تڑپ پیدا کر دی ہے۔ جو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ شدت پکڑتی جائے گی۔ یوگنڈا کے مرد مجاہد عیدی امین کی کوششوں سے متعدد افریقی ممالک نے اسرائیل سے سفارتی تعلقات منقطع کر دیئے ہیں۔

سرزمین حرم کے رجل عظیم شاہ فیصل کے یہ الفاظ کہ "اگر میں بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ میں نماز نہ پڑھ سکا تو میں سمجھوں گا کہ میں نے اپنی زندگی میں کوئی کام نہیں کیا"۔ امریکہ اور اس کے حواریوں کے لئے ایک ایسی وارننگ ہے۔ جس میں بیت المقدس کی چودہ سو سالہ تاریخ پوشیدہ ہے۔

اسی بیت المقدس پر ایک وہ وقت بھی آیا تھا کہ جب یہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل کر عیسائیوں کے پاس چلی گئی۔ ۹۰ سال تک اس کے در و دیوار پر مسلمانوں کے خون سے "صلیب" کے نشان بنائے جاتے رہے۔ آخر کار سرزمین عرب کے مجاہد کبیر اور غیرت اسلامی کے لافانی نشان صلاح الدین ایوبی نے عربوں کی منتشر قوتوں کو یکجا کر کے عیسائیوں کے قبضے سے آزاد کرا لیا تو یورپ کے ہر شہر اور ہر گاؤں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ عیسائی صلاح الدین ایوبیؒ سے مسلمانوں کا قبلہ اول چھیننے کے لئے اس کے چند ہزار سرفروشوں کے مقابلے میں یورپ کی متحدہ قوت کو شیر دل رچرڈ کی قیادت میں یورپ کے مہم جو شہزادوں کاؤنٹ، نائٹ نامی گرامی پہلوانوں، جرمنی اور فرانس کے بادشاہوں کے ساتھ ایشیا کے ساحلوں پر اترے تو سلطان نے عیسائیوں کے اس ٹڈی دل لشکر کو دیکھ کر جو الفاظ کہے کہ "اتنے عیسائی شاید ہی مجھے کبھی ملیں گے"! اور بخدا میرے ایشیا میں تمہاری قبروں کے لئے بہت وسیع سرزمین ہے"۔ قیامت تک جذبہ جہاد میں سرشار جوانوں کے خون کو گرماتے رہیں گے۔ سلطان ایوبیؒ نے اپنے سرفروش اور جذبہ شہادت میں مدہوش مجاہدوں سے دشمن کو رندھ ڈالنے کے لئے کہا، تو اللہ کے سپاہیوں کی تلواروں نے عیسائیوں پر وہ زخم لگائے کہ وہ صدیوں تک انہیں چاٹتے رہے۔ پانچ لاکھ چالیس چالیس ہزار عیسائیوں کی لاشوں کو تڑپتا ہوا ایشیا کے میدان کارزار میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ صلاح الدین یورپ کے لئے ہوّا بن گیا تھا۔ اور یورپ کی مائیں اپنے بچوں کو لوریاں دیتے وقت ہوئی صلاح الدین سے "ڈرانے" لگیں۔ اب وہ وقت بہت قریب ہے کہ جب بیت المقدس پر قابض یہودی اور عیسائی اس سے بھی زیادہ بھاری قیمت ادا کریں گے اور شاہ فیصل کی زندگی کی خواہش اور باقی تمام دنیا کے مسلمانوں کی امنگ پوری ہو کر رہے گی۔ انشاء اللہ

یادِ رفتگاں

جناب اختر راہی ایم اے

مولانا شرف الحق دہلوی رح

مولانا شرف الحق ۱۸۶۷ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد مولانا حافظ جلال الدین نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں بھرپور حصہ لیا۔ چنانچہ انگریزوں نے انہیں گرفتار کر لیا تھا۔ مولانا کا نسب خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رض سے ملتا ہے۔

تعلیم و تربیت

مولانا شرف الحق کی والدہ ماجدہ، مولانا رحیم بخش دہلوی سے ارادت رکھتی تھیں۔ چنانچہ ان کی پرورش مولانا رحیم بخش کی زیرِ نگرانی ہوئی۔ انہوں نے قرآن مجید پڑھایا اور اُردو کی تعلیم دی۔ ایک ہندو پنڈت دُرگا پرشاد سے ہندی و سنسکرت کی تکمیل کی۔ ۱۸۷۷ء میں اینگلو عربک سکول میں داخلہ لیا۔ ۱۸۸۱ء میں خواجہ الطاف حسین حالؔی سے فارسی کی چند کتابیں پڑھیں۔ دو سال بعد پنجاب یونیورسٹی کے امتحان منشی فاضل میں بیٹھے اور یونیورسٹی میں اوّل آئے، منشی کے امتحان سے فارغ ہو کر مدرسہ اسلامیہ فتح پور دہلی میں عربی صرف و نحو کی تحصیل کی۔

مناظرے کی ابتداء

۱۸۵۷ء کی ناکام جنگِ آزادی کے بعد مسلمان مفلوک الحال اور شکست خوردہ تھے۔ ان کی قوت ٹوٹ چکی تھی۔ انگریزوں کی گرفت مضبوط ہو چکی تھی۔ اور ان حالات سے پادری خوب فائدہ اُٹھا رہے تھے۔ کوئی میلہ ہو یا تہوار، پادری وعظ کرنے کے لئے پہنچ جاتے۔ شہر کے چوراہوں میں کھڑے ہو کر منادی کرتے۔ پریس کی سہولتوں کی وجہ سے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں کتابیں شائع کرتے اور اہلِ ہند کو بپتسمہ دینے کے لئے کوشاں رہتے۔ پادری حضرات کے بے پناہ وسائل کے مقابلے میں مسلمان علماء محض "بوریا نشین" تھے تاہم ان بوریا نشینوں نے پادریوں کی یلغار روک دی۔ اور اُن کی ڈینگیں ہوا میں تحلیل ہو کر رہ گئیں۔

اسلامی مدارس میں دیگر علوم کے ساتھ ساتھ نصرانیت کا مطالعہ ہونے لگا۔ اور دینی حلقوں میں پادریوں کی جارحانہ طرزِ تبلیغ سے بے چینی پیدا ہو گئی۔ ایک روز مولانا شرف الحق نے گھنٹہ گھر دہلی میں ایک پادری کا وعظ سنا۔ اس نے وعظ میں عوام پر رُعب جمانے کے لئے کہا۔ کہ مسلمان اپنے نبیؐ کو حبیب اللہ کہتے ہیں لیکن جب ان کے نواسے حضرت حسین رض کو شہید کیا جا رہا تھا تو اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے فریاد نہ کی۔ اگر مسلمانوں کا نبیؐ [illegible] ہوتا تو وہ ضرور فریاد کرتے اور حضرت حسین رض کی جان بچ جاتی۔

پادری کی اس عامیانہ گفتگو سے مجمع پر سکوت طاری ہو گیا۔ مولانا شرف الحق جو اس وقت محض طالب علم تھے اُٹھے اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے الفاظ میں کہا کہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فریاد کی تھی مگر خدا تعالیٰ نے انہیں جواب دیا کہ تم اپنے نواسے کی جان بچانا چاہتے ہو، ان ظالموں نے تو میرے اکلوتے بیٹے یسوع مسیح کو صلیب پر چڑھا دیا اور اس کا غم مجھے ابھی تک بے چین کئے ہوئے ہے۔ ہمارے نبیؐ نے محسوس کیا کہ جب خدا کا اکلوتا بیٹا نہ بچ سکا تو میرا نواسہ کس شمار و قطار میں ہے۔ مولانا شرف الحق کی زبان سے یہ جواب سن کر پادری اپنی منطق بھول گیا اور مجمع سے راہِ فرار لیتے ہی بنی۔

اس واقعہ کے بعد مناظرہ کا شغل بڑھتا گیا۔ وقت کا زیادہ حصہ ایسی بحثوں میں گزرنے لگا تو مولانا حالی نے مشورہ دیا کہ مناظرانہ بحثوں میں کمال جب ہی حاصل ہوتا ہے کہ آپ تعلیم کی تکمیل کر لیں۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں

خواجہ حالی کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے مولانا شرف الحق دہلی سے دارالعلوم دیوبند چلے گئے۔ عربی کی چند کتابیں دارالعلوم کے قابل اور محنتی اساتذہ سے پڑھیں اس زمانے طلبۂ حدیث جوق در جوق گنگوہ جا رہے تھے۔ جہاں محدثِ عصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ درسِ حدیث دیتے تھے۔ مولانا بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کتب حدیث کی سند لی۔ مولانا گنگوہی نے ان کے ذوق اور رجحانِ طبع کے پیشِ نظر مشورہ دیا کہ فتنۂ صلیب کے پھیلتے ہوئے برگ و بار کے خلاف جہاد کیا جائے۔

عبرانی اور یونانی زبانوں کی تعلیم

سندِ حدیث کے بعد عبرانی اور یونانی زبان کی طرف توجہ دی۔ تاکہ اہلِ کتاب کی بنیادی اور مستند کتابوں کا براہ راست مطالعہ کیا جا سکے۔ چنانچہ حکیم عبدالمجید خان دہلوی کے زیرِ علاج ایک یہودی سے عبرانی اور یونانی زبان کی اس قدر تحصیل کی جو مناظرانہ بحثوں کے لئے کافی تھی پشتو انہوں نے مولانا عبدالحکیم افغانی اور ترکی مولانا ابوالخیر سے سیکھی۔

زیارتِ حرمین اور مولانا کیرانویؒ سے تلمذ

۱۳۰۵ھ/۱۸۸۸ء میں بغرضِ حج حرمین گئے اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی خدمت میں تین ماہ گزارے۔ مولانا کیرانوی نے انہیں اپنی طرف سے تردیدِ نصرانیت کی سند دی اور اپنی تصانیف بطور تحفہ دیں۔ دوسری بار ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۴ء میں بغرضِ حج گئے۔ اور ڈیڑھ سال تک ممالکِ اسلامیہ کی سیاحت کی۔

مناظرے

مولانا کی شہرت ایک مناظر کی حیثیت سے نہایت تیزی سے برِصغیر کے کونے کونے میں پھیل گئی۔ انہیں کئی پادریوں سے مناظرہ کا موقع ملا۔ جن میں بشپ فرینچ لیفرائے پادری ہوپر اور گولڈ سمتھ شامل ہیں۔

۸ مارچ ۱۸۸۳ء کو پادری رومن اور پادری اے۔ بٹیرک سے غازی پور میں مناظرہ ہوا۔ پادریوں نے اپنی شکست کا اعتراف کیا۔ ۱۸۹۱ء میں مسجد فتح پوری دہلی میں پادری لیفرائے سے مناظرہ ہوا۔ موضوع تحریفِ انجیل تھا۔ اس مناظرے نے دہلی اور گرد و نواح کے مسلمانوں اور عیسائیوں میں ہلچل پیدا کر دی تھی۔ کیونکہ مناظرین کے درمیان طے ہوا تھا کہ شکست خوردہ فریق مجمع عام میں اپنی شکست کا اعتراف کرے گا۔ اس مجمع میں حکیم اجمل خان، مولانا عبدالحق حقانی (مؤلف تفسیر حقانی) حافظ عزیز الدین اور کئی دوسرے اہلِ علم موجود تھے۔ باہر سے خاصے لوگ شریکِ ہجوم تھے۔ مناظرہ دو دن جاری رہا۔ پہلے روز چھ سات گھنٹے بحث ہوئی۔ لیکن ناتمام۔ دوسرے روز پہلے کی طرح عالمانہ و فاضلانہ بحث نے شہر میں دھوم مچا دی۔ لیفرائے نے لکھا ہے۔

"میں اس ہفتہ دو دفعہ ایک مسجد میں گیا ہوں۔ جہاں چار گھنٹے تک میں نے علماء سے بات کی ہے۔ انہوں نے نہایت خوش اسلوبی سے گفتگو کی ہے اور مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ بغیر کسی تعصب اور ہٹ دھرمی کے وہ بحث کرتے رہے۔" (صلیب کے علمبردار ص ۱۶۹)

لیفرائے نے اپنی شکست تسلیم کر لی اور حسبِ ذیل تحریر لکھ کر دی۔

"میں اقرار کرتا ہوں کہ لوقا کی انجیل شریف کے ترجمے اور علاوہ اس کے اصلی نسخوں میں جو اس موجود ہیں، چند آیتیں غلط ہیں اور بھول سے داخل کی گئی ہیں۔ یہ بات سب سے قدیم نسخوں اور ٹریکٹوں کے ملانے سے معلوم و ظاہر ہوئی۔ یہ آیتیں ان میں نہیں۔ لہٰذا میں وہی اصل انجیل کی باتیں سچی مانتا ہوں۔ چند مستشرقین شعرا کے قول انجیل شریف میں ملے ہوئے ہیں۔"

(دستخط جی۔ اے۔ لیفرائے) فرنگیوں کا جال ص ۲۵۲

دسمبر ۱۸۹۱ء میں پادری ایم۔ جی سمتھ سے حیدر آباد دکن میں مناظرہ ہوا۔ اسی طرح ۱۸ فروری ۱۸۹۳ء کو پادری جے سیموئل سے پونہ میں مناظرہ کیا اور پادری صاحب کو مبہوت کر دیا۔

(باقی صفحہ پر)

قائد جمعیۃ اور مجاہد ختم نبوت کی سرگرمیاں

بار روم، پریس کانفرنس اور جلسۂ عام سے خطاب

مولانا شمس الدین نے بلوچستان سے متعلق صورت حال کی وضاحت کی

(محمد سعید الرحمٰن علوی رکن ادارہ کے قلم سے)

۱۳ر ۱۴ر نومبر کو لاہور میں حاضر ہوا۔ تاکہ جمعیۃ علمائے اسلام پاکستان کی جنرل کونسل کے اجلاس میں شرکت کر سکوں۔

راولپنڈی سے چلتے ہوئے یہ اطلاع ہو چکی تھی کہ ۱۵ر کو قائد محترم مفتی محمود اور مجاہد ختم نبوۃ مولانا سید محمد شمس الدین سرگودھا تشریف لے جا رہے ہیں۔ لاہور اجلاس کے موقعہ پر سرگودھا سے آئے ہوئے احباب نے پروگرام کی تصدیق کر دی۔ چنانچہ ۱۳ر ۱۴ر نومبر کے ہنگامہ خیز اجلاسوں سے فارغ ہوتے ہی قائد محترم بلوچستان کے احباب سمیت ۱۵ر کی صبح کو سرگودھا تشریف لے گئے۔ سرگودھا کے طول و عرض سے آئے ہوئے جماعتی کارکن اور احباب ان حضرات کے لئے چشم براہ تھے۔ تھوڑی دیر آرام کے بعد بار روم جانے کی تیاری ہو گئی۔ ٹھیک ایک بجے قائد محترم اور مجاہد ختم نبوۃ دوسرے ساتھیوں سمیت بار روم تشریف لے گئے۔ بار کے دروازے پر سرگودھا کے باشعور دانشور ملل نے جمعیۃ کے نوجوان اور مخلص کارکن چودھری جہانگیر صاحب ایڈووکیٹ کی معیت میں آپ کا استقبال کیا۔

سرگودھا بار روم، سے ملحقہ کمرہ اور باہر کے لان وکلاء اور دوسرے حضرات سے کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ چودھری محمد اقبال صاحب صدر بار نے کرسی صدارت کو رونق بخشی۔ جبکہ چودھری محمد جہانگیر صاحب نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ احقر کی تلاوت کے بعد قائد محترم مفتی محمود ڈائس پر تشریف لائے۔ خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے فرمایا۔

> سابقہ آمروں کی طرح موجودہ آمر سے مفاہمت نہیں کی جائے گی۔ (مفتی محمود)

آزادی کی نعمت کے حصول کے لئے ہماری قوم نے جو قربانیاں دی ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ قربانیاں دیتے وقت آزادی کی نعمتوں کا حسین تصور نگاہوں کے سامنے تھا۔ نتیجۃً بڑی سے بڑی تکلیف بھی خندہ پیشانی سے برداشت کی گئی لیکن افسوس کہ آزادی کے حاصل ہونے کے بعد وہ تمام حسین آرزوئیں ایک ایک کر کے پامال ہو گئیں اور آج کی بدحالی اور پریشانی غلامی کے تاریک دور سے کہیں بڑھ چڑھ کر رہے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب نے قانون دان حضرات سے خطاب کرتے ہوئے قانون کی اہمیت اور اس کی بالادستی پر زور دیا اور ساتھ ہی ان حالات پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی جن کے پیش نظر قانون کی بالادستی کا لفظ شرمندۂ معنی ہو کر رہ گیا ہے۔

آپ نے حکمران طبقہ کی دھاندلیوں اور ناانصافیوں کا مجمل خاکہ بار کے سامنے پیش کیا۔ اور راولپنڈی، گوجرانوالہ، وزیر آباد، لاہور اور ملتان میں ہونے والے ظلم و ستم کی خاکہ کشی کی۔

آپ نے اخیر میں واضح کیا کہ ظلم کے تاریک دور کے اختتام تک ہماری جنگ جاری رہے گی۔ اور ہم سابقہ آمروں کی طرح موجودہ آمر سے بھی کسی قسم کی مفاہمت نہیں کریں گے۔

> خدانخواستہ ملک کے حصے بکھرے ہو گئے تو ہم بلوچستان کا نام پاکستان رکھ دیں گے۔
> مولانا شمس الدین

آپ کے بعد مولانا شمس الدین صاحب نے بلوچستان میں موجود پاکستان کی چھ ڈویژن فوج اس کے ساتھ ایرانی فوج اور ہیلی کوپٹروں کی امداد کا ذکر کیا۔ اور بتلایا کہ کس طرح غریب بلوچیوں کو پامال کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے بلوچستان کی جغرافیائی حالت، اس میں موجودہ معدنیات اور اس کی بین الاقوامی اہمیت کا تذکرہ کیا۔ جس کے پیش نظر سرخ و سفید سامراج اور ان کے حواری اس حصہ کو للچائی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے بلوچستان میں نیپ جمعیۃ کی اکثریت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ میرا ڈپٹی سپیکر ہونا ہی ہماری اکثریت کا واضح ثبوت ہے۔

آخر میں مولانا نے اعلان کیا کہ اگر خدانخواستہ بالادست قوتیں مشرقی حصہ کی طرح مغربی حصہ کے بھی حصے بخرے کرنے میں کامیاب ہو گئیں تو ہم بلوچستان کو پاکستان کا نام دے کر پاکستان سے اپنی لازوال محبت کا ثبوت دیں گے۔

دونوں قائدین کی تقریروں کے دوران بار بار نعرہ ہائے تحسین بلند ہوتے رہے اور صدر بار کے مختصر خطاب کے بعد یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔

ٹھیک ۴ بجے سرگودھا کے مشہور کلیار ہوٹل کے وسیع اور خوبصورت ہال میں قائد محترم کے ایک پرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ ٹرسٹی اخبار "مشرق" کے نمائندہ چونکہ اپنے آقایان ولی نعمت کو خوش کرنے کے لئے اور سرکاری دستر خوان کی چچوڑی ہڈیوں سے حصہ رسدی حاصل کرنے کے لئے پریس کانفرنس میں نہیں آ سکتے اس لئے انہوں نے اگلے دن اتنا بڑا جھوٹ بکا کہ توبہ بھلی یعنی یہ کہ سرگودھا کے صحافیوں نے پریس کانفرنس کا بائیکاٹ کیا۔ اس پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی سوغات جعفری صاحب کے پیش خدمت ہے۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

ورنہ سرگودھا کے تمام صحافی موجود تھے۔ بہرحال پریس کانفرنس ہوئی اور خوب ہوئی۔ اس میں قائد محترم نے بالخصوص دو مسئلوں کا ذکر کیا یعنی عرب اسرائیل جنگ اور پاکستان اور کشمیر کو صوبائی حیثیت دینا۔

آپ نے ابتداء میں حکومت کی اس پالیسی پر سخت نکتہ چینی کی جس کے پیش نظر اس نے صحافت کا گلا دبا رکھا ہے اور اس سلسلہ میں صحافی حضرات کی مجبوریوں کے پیش نظر ان سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ نیز انہیں پورے تعاون کا یقین دلایا۔

مفتی صاحب نے فرمایا اس وقت ہماری خارجہ پالیسی بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ حقیقت میں خارجہ پالیسی کا بنیادی مقصد اپنے ملکی مفادات کا تحفظ ہونا چاہیئے۔ لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہو رہا بلکہ ہم دوسروں کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں موجودہ عرب اسرائیل جنگ کو پیش کیا جا سکتا ہے جو حقیقت میں اسلام اور یہودیت کی جنگ تھی لیکن ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے وزیر اعظم نے اس سلسلے میں منفی کردار ادا کیا ہے۔ عین جنگ کے دوران تین ممالک ایران۔ ترکی اور سعودی عرب کا دورہ اور وہ بالکل خفیہ انداز میں چہ معنی دارد؟

حقیقت تو یہ ہے کہ سعودی عرب جانے کا مقصد امریکہ کو تیل کی بحالی تھا جس میں ہمارے وزیر اعظم بری طرح ناکام ہو گئے اور ایران و ترکی نے ذاتی خواہشات اور ان کی ترغیب پر تیل کی بحالی بھی جاری رکھی اور اپنے اڈے بھی استعمال کو دیئے لیکن لطف یہ ہے کہ تضادات اور ہنگامی و ڈرامائی سیاست کے چیمپین جناب بھٹو نے اس دورے سے واپسی پر کراچی میں پریس کانفرنس میں ایک ہی سانس میں اس جنگ

> عرب اسرائیل جنگ کو اپنی جنگ قرار دینا اور ساتھ ہی غیر جانبداری کا اعلان کر کے امریکی سامراج کی مذمت نہ کرنا بھٹو کی ڈرامائی سیاست کا شاہکار ہے۔ (مفتی محمود)

کو اپنی جنگ کہہ ڈالا اور غیر جانبداری کا بھی اعلان کر دیا اور امریکہ جیسے ظالم و دشمن اسلام جس نے عین جنگ کے دوران ۱۵ ہزار ٹن اسلحہ اسرائیل کو دیا تھا کی مذمت کرنے سے بھی انکار کر دیا۔

مفتی صاحب نے فرمایا کہ بھٹو صاحب کا اصل ارشاد تو غیر جانبداری ہی تھا۔ دوسری باتیں امداد وغیرہ کے سلسلہ میں کہہ کر انہوں نے اس کڑوی گولی کو حلق میں اتارنے کا انتظام کر دیا لیکن تا کجے؟

پھر کشمیر کا مسئلہ ہے سالہا سال سے انڈیا سے جنگ کی بنیاد یہی مسئلہ ہے۔ ہم نے کشمیر کی وحدت تسلیم کرتے ہوئے وحدت کے لئے حق خود کار تعمیری کی جنگ لڑی

ہے۔ اقوام متحدہ میں شور مچایا ہے اور اب تک ہمارا یہی موقف ہے لیکن ہمارے وزیر اعظم وہاں جا کر عوام کے جذبات سے بری طرح کھیل کر واپس آجاتے ہیں اور شملہ معاہدہ کی خفیہ دفعات کے پیش نظر اس کو صوبائی حیثیت دینے کا اعلان کر آتے ہیں۔ اس حصّہ کو صوبائی حیثیت دینا انڈیا کے لئے وجہ جواز مہیا کرنا ہے کہ وہ بھی اس حصّہ کو سنبھال لے گو اس نے پہلے ہی سنبھال رکھا ہے لیکن اب ہم اس پر اعتراض نہیں کر سکیں گے اور اس طرح تقسیم کی لائن مستقل حیثیت اختیار کر لے گی۔ نتیجۃً یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔

آزاد کشمیر کو پاکستان کا صوبہ قرار دینے کا سبب معاہدہ شملہ کی خفیہ کڑیاں ہیں۔ اس طرح مقبوضہ کشمیر کی ہندوستانی صوبہ قرار دینے کے لئے وجہ جواز بن جائے گی اور کشمیر کا مسئلہ ختم ہو جائے گا۔
مفتی محمود

لیکن افسوس یہ ہے کہ بھٹو صاحب کے درباری اور حاشیہ بردار افراد اور اخبارات شور مچا رہے ہیں کہ مسئلہ کشمیر از سر نو زندہ ہو گیا۔

مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہڑتال کی اپیل اور جان کی بازی لگانے کا عزم جیسے ڈرامائی اعلان بھی صوبائی حیثیت کی کڑوی گولی حلق میں اتارنے کی خاطر ہیں۔

مفتی صاحب نے بھٹو صاحب کے حالیہ دورہ سرحد پر تبصرہ کرتے ہوئے اس بات کو افسوسناک قرار دیا کہ افغانستان کو بلا وجہ بھڑکایا جا رہا ہے اور آ بیل مجھے مار کے مصداق پالیسی پر عمل ہو رہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ بھٹو صاحب اس غریب قوم کو چین سے کیوں نہیں بیٹھنے دیتے۔

قائد محترم کے ارشادات کے بعد اخباری نمائندوں نے کئی سوال کئے جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

سوال: چھوٹے ممالک فوجی معاہدات کے بغیر نہیں رہ سکتے (یعنی ہم جو امریکہ کے دم چھلے ہیں تو یہی مجبوری ہے۔

جواب: ہم سے چھوٹے ممالک معاہدات کے بغیر جی رہے ہیں اور ان کو کسی قسم کا خطرہ نہیں اصل میں غیر جانبدار خارجہ پالیسی کی ضرورت ہے۔

سوال: چائنا سے فوجی معاہدہ ہو جائے تو توازن قائم ہو سکتا ہے؟

جواب: ہم کسی فوجی معاہدہ کے حق میں نہیں چاہے امریکہ سے ہو یا چائنا سے؟

افغانستان کے پختونستانی پروپیگنڈے اور بگٹی کے استعفٰے کے سوالوں پر آپ نے فرمایا کہ ان کا جواب افغانستان اور بگٹی ہی دے سکتے ہیں۔ جبکہ مخلوط حکومتوں کی تازہ افواہوں کے سلسلہ میں آپ نے کہا کہ حکومت بنانا نہ بنانا کوئی مسئلہ نہیں۔ ۲۸ جون کو مری میں نیپ جمعیۃ سے تنہا اور ۲۹ کو سب محاذ والوں سے بھٹو صاحب کی گفتگو ہوئی۔ بھٹو صاحب ۱۴ اگست کے بعد نیپ جمعیۃ اور پی۔ پی۔ پی حکومتوں کے حق میں تھے۔ لیکن ہم نے کہا کہ اصل مسئلہ قومی مسائل کا ہے۔ ایمرجنسی کو ختم کرنا۔ سیاسی قیدیوں کی رہائی، ذرائع ابلاغ کی آزادی، اخباری کاغذ کو فری لسٹ پر لے آنا۔ بلوچستان سے فوج کی واپسی وغیرہ لیکن جان کر بھی عمل نہ ہوا۔ اتنے بڑے آدمی کی زبان کا یہ حال ہو تو ہم کیا کریں؟ یہی وجہ ہے کہ آئندہ مذاکرات کا دروازہ بند ہے تاوقتیکہ پہلے وعدوں پر عمل نہ ہو عمل نہ کرنے کا معقول عذر نہ ہو تا کر قوم کو مطمئن نہ کیا جائے۔

جماعت اسلامی نے تحریک میں جو کردار ادا کیا ہے اس کے متعلق ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اس کے متعلق محاذ کے اجلاس میں بات چیت ہو گی۔ جس کا اجلاس ۲۴ رنومبر کو راولپنڈی میں ہو رہا ہے۔

اسمبلی کے اجلاس کے بائیکاٹ کے متعلق ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا۔ کہ حزب اختلاف اسمبلی میں موجود ہو تو دنیا یہ تاثر لے گی کہ پاکستان میں جمہوریت موجود ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ اس لئے ہم اسمبلی میں جا کر یہ غلط تاثر قائم نہیں کر سکتے اور مسئلہ واضح ہے کہ سپیکر کا ہتھوڑا ہر وقت ہمارے لئے حرکت میں رہتا ہے ہم کچھ کر ہی نہیں سکتے۔ وہاں

ہم اسمبلی سے مستعفی ہونے کا بھی سوچ سکتے ہیں۔
(مفتی محمود)

نمائشی طور پر جانا کوئی مطلب نہیں رکھتا۔

بہاریوں کے متعلق ایک سوال کے جواب میں مفتی صاحب نے فرمایا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں البتہ جہاں تک ان کی آبادکاری کا مسئلہ ہے یہ حکومت کا کام ہے حزب اختلاف کے پاس کیا رکھا ہے؟

اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ بہاریوں کے ساتھ پاوندوں کا مسئلہ بھی ہماری گہری سوچ کا مستحق ہے۔ یہ لوگ ہزاروں کی تعداد میں ۲۴ سال سے پاکستان میں کھلے آسمان تلے پڑے ہیں۔ ووٹروں کی فہرست میں ان کے نام ہیں۔ حکومت ان سے ووٹ لیتی ہے لیکن ان کے راشن تک کا انتظام نہیں۔ آخر وہ بھی انسان ہیں مسلمان ہیں اور ۲۴ سال سے پاکستانی قومیت اختیار کر چکے ہیں۔

رات کو کمپنی باغ میں امیر ضلع مولانا محمد بخش صاحب کی صدارت میں جلسہ عام منعقد ہوا۔ عوام کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر حدِ نظر تک پھیلا ہوا تھا اور ایسا پُر سکون جلسہ شاید پہلے کبھی نہیں ہوا۔ تلاوت کے بعد طالب علم رہنما حسین چودھری نے مرزائی اُمّت کی سازشوں پر روشنی ڈالی اور

مفتی محمود نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ میں بھٹو سے بالکل نا اُمید ہوں۔

واضح کیا کہ طالب علم علمائے حق کی قیادت میں مرزائیت اور مرزائی نوازوں کو ناکوں چنے چبوا کر چھوڑیں گے۔

ان کے بعد مجاہد ختم نبوۃ مولانا شمس الدین نعروں کی گونج میں سٹیج پر تشریف لائے۔ انہوں نے گھنٹہ بھر تقریر میں بلوچستان کی صورتِ حال پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ انہوں نے بتلایا کہ وہاں چھ ڈویژن پاکستانی فوج سرگرم عمل ہے۔ جبکہ ایرانی فوج اس پر مستزاد اور ایرانی ہیلی کاپٹر بھی موجود ہیں۔ ہمارا راشن بند ہے پانی کے چشموں پر فوج کا قبضہ ہے۔ لوگ گھاس کھا رہے ہیں اور پانی کے سبب بلبلا رہے ہیں۔

انہوں نے بتلایا کہ مرزائیوں نے وہاں محرف قرآن تقسیم کئے لیکن غیور مسلمانوں نے حکومت کا نظام معطل کر دیا اور ۱۲ دن ہمارے ضلع میں مسجد کے منبر سے ڈی سی تک کو اجازت لیکر کہیں آنا جانا پڑتا تھا۔ اگر ہم علیحدگی پسند ہوتے تو یہ موقع ہمارے لئے بڑا سنہری تھا۔ لیکن یہ

ہم اہلِ پنجاب کے ممنون ہیں
مولانا شمس الدین

محض پروپیگنڈا ہے۔ اور ہم علیحدگی کا سوچ بھی نہیں سکتے اصل مقصد صرف یہ ہے کہ بلوچستان کے غیور اور غریب عوام نے الیکشن میں پی۔ پی۔ پی کے منہ پر تھوک دیا تھا اس کے دھوکے میں نہیں آئے تھے۔ اس لئے ہمیں سزا مل رہی ہے۔ لیکن کچھ بھی ہو ہم ان آمروں کے سامنے کبھی نہیں جھکیں گے۔ ہم نے مدت تک ایوبی آمریت کا مقابلہ کیا۔ ان آمروں کا بھی مقابلہ کریں گے۔

پی۔ پی۔ پی کے منہ پر تھوکنے کے پیشِ نظر ہمیں سزا مل رہی ہے۔
مولانا شمس الدین

ان کے بعد قائد محترم نعرہ ہائے تحسین و تکبیر کے شور میں سٹیج پر تشریف لائے۔ انہوں نے ملک کی مجموعی صورتِ حال پر ناقدانہ نظر ڈالی۔ بھٹو آمریت و فسطائیت کو بے نقاب کیا اور سیاسی کارکنوں اور راہنماؤں پر ہونے والے ظلم و تشدد کی تفصیل بیان کی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے موجودہ بے چینی، افراتفری، غنڈہ گردی، جنسی انارکی اور اقتصادی بدحالی کی تفصیلات بیان فرمائیں۔ قائد محترم نے عرب اسرائیل جنگ کے موقعہ پر بھٹو صاحب کی طوطا چشمی اور کشمیر بیچنے کے پروگرام کی بھی وضاحت کی۔

ایک لاکھ قبائلی گوریلوں کی پیشکش سے کوئی سیاسی مفاد مقصود نہیں بلکہ واقعۃً عرب بھائیوں کی امداد ہے۔
مفتی محمود

مفتی صاحب نے واضح کیا کہ ظلم و جبر سے مفاہمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ہم تا دم واپسیں ظالموں سے لڑتے رہیں گے انہوں نے جمعیت طلباء اسلام کے جیالوں کو خراج تحسین پیش کیا جنہوں نے جھوٹے پروپیگنڈا کی عادی طلبہ تنظیموں کے برعکس میدان میں آکر جدوجہد کی۔

۱۶ رنومبر کی صبح کو اس سارے قافلہ نے حضرۃ الشیخ مولانا خان محمد خانقاہ سراجیہ کندیاں (باقی صفحہ ۱۳ پر)

رپورتاژ شیخ محمد یعقوب

کُل پاکستان جمعیۃ کی رپورٹ کارکردگی

(از مولانا مفتی محمود)

قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے مجلس عمومی کے اجلاس میں کارگزاری کی مندرجہ ذیل رپورٹ پیش کی۔

حضرات! مئی ۱۹۶۸ء میں کل پاکستان کی بنیاد پر جمعیۃ علمائے اسلام کی تشکیل ہوئی تھی۔ اس وقت مشرق و مغربی پاکستان کے نمایندے اجلاس میں شریک تھے۔ اس طرح دونوں حصوں کے باہم تعاون و مشورہ سے اور پورے پاکستان کی ایک جماعت عمل میں آئی تھی۔

اس کے بعد پھر یہ کہ ایوب خاں کے آخری دور میں ڈھاکہ کے ایک اجلاس میں جمعیۃ نے جمہوری مجلس عمل میں شرکت کر کے ایوب خان کی آمریت کو چیلنج کیا تھا۔

ایک سیاسی جماعت کی حیثیت، ایک پاکستانی کی حیثیت سے ہم ملک کی سیاست سے الگ نہیں رہ سکتے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ایوب خان کے خلاف ملک میں جو مظاہرے ہو رہے تھے گرفتاریاں ہو رہی تھیں اس میں جمعیۃ کا کردار نمایاں رہا۔ جلوسوں میں حصہ لیا۔ اور سب سے زیادہ قربانیاں جمعیۃ علمائے اسلام نے ہی دی تھیں۔ لاہور میں حضرت مولانا عبید اللہ انور اور ہمارے کارکنوں پر بہیمانہ طور پر لاٹھی چارج کیا گیا تھا۔ ہمارے بہت سے کارکن اور ہماری جماعت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا عبید اللہ انور کو شدید زخمی کیا گیا اور وہ ایک مہینہ ہسپتال میں موت و زیست میں مبتلا رہے۔ اس تحریک سے متاثر ہو کر ایوب خاں نے اپوزیشن پارٹیوں کے لیڈروں کی گول میز کانفرنس بلائی۔ جمعیۃ کے نمائندے شریک تھے۔ اس وقت پاکستان کے عوام نے پہلی مرتبہ جمعیۃ کو ایک اہم سیاسی جماعت کی حیثیت سے سمجھا ورنہ اس سے پہلے اگرچہ جماعت سیاسی کام بھی کرتی تھی یہاں کے عوام اُسے سیاسی حیثیت دینے کو تیار نہیں تھے۔

گول میز کانفرنس میں جو ہوا۔ بہرحال ہم نے اس میں بھرپور حصہ لیا اور ایوب خان کو اقتدار چھوڑنا پڑا۔ ایک دوسرے جرنیل کو اقتدار دے دیا گیا۔

یحییٰ خان نے جہاں بہت سی بدعنوانیاں کیں اور ان کا کردار پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا باعث ہوا۔ سقوط بھی ان کی کوتاہیوں اور بداعمالیوں سے ہوا۔

لیکن اس نے ایک ایسا کام بھی کیا ہے۔ پاکستان کے عوام اس کے اس احسان کو نہیں بھولیں گے۔ آزادانہ انتخابات کرائے۔

۲۲ برس میں پہلی دفعہ آزادی کے ساتھ لوگوں نے اپنی رائے استعمال کی۔

اس کی نیت کچھ بھی ہو۔ اس نے ایک بار لوگوں کو اپنی رائے استعمال کرنے کا حق دیا۔

بہرحال جمعیۃ کے رہنما بے کسی اور بے سرو سامانی، افلاس اور بدحالی کے عالم میں پورے ملک میں گھومتے رہے۔ حتی الوسع جماعت کی تنظیم کی اور انتخابات میں بھرپور حصہ لیا۔

مشرقی پاکستان کے بھی ہم نے دورے کئے اور کونے کونے تک پہنچے۔ کراچی سے بلوچستان کے آخری مقام چمن فورٹ سنڈیمن تک۔

سندھ کے اضلاع، پنجاب اور سرحد کے پہاڑوں تک جلسے ہوئے جلوس نکالے گئے۔ تمام ساتھیوں نے دامے درمے قدمے تعاون کیا۔

مجھے یقین ہے کہ ہمارا پروگرام عوام میں اس قدر مقبول ہو گیا تھا اُس کے مقابلہ میں کسی اور پارٹی کا پروگرام مقبول نہیں تھا۔ مگر ہمارے پاس وسائل بہت کم تھے۔ ہم لوگوں تک پروگرام پہنچا نہ سکے۔

صوبہ سرحد میں قومی اسمبلی میں سب سے زیادہ ووٹ لئے۔ پنجاب میں زیادہ مجموعی ووٹ لئے۔ سندھ میں وڈیروں کا مقابلہ نہ ہوتا۔ تو یقیناً وہاں بھی کئی آدمی کامیاب ہو جاتے۔

بلوچستان میں تو ہماری حیثیت یہ ہے کہ بہت طاقت رکھتے تھے۔ اگر ہر سیٹ پر کچھ رقم خرچ ہو جاتی تو اکثریتی پارٹی جمعیۃ ہی ہوتی۔

عام انتخابات کے نتیجہ میں قومی اسمبلی میں بھی اپنے اراکین منتخب ہوئے۔ اور دو صوبوں میں بیلنس آف پاور جمعیۃ کے ہاتھوں میں تھی۔ نیشنل عوامی پارٹی اور مسلم لیگ دونوں نے چاہا کہ ہم ان میں سے کسی ایک کے ساتھ معاہدہ کریں اور مشترکہ حکومت بنائیں۔

انتخابات کے بعد ذہنوں میں ایک الجھاؤ تھا۔ [illegible] کی وجہ سے تلخیاں موجود تھیں۔ اس وقت کا فیصلہ انتخابات کے تلخ جذبات کے تحت ہوتا۔ اس لئے میں نے پانچ نکاتی فارمولا لکھا۔ جماعت نے اسے منظور کر لیا۔ دونوں جماعتوں کو یہ فارمولا پیش کیا گیا۔ دونوں نے اُس فارمولے کو من و عن منظور کر لیا۔ اور ایک لفظ کی ترمیم کے بغیر قبول کر لیا۔ اس پر میں پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ جو جماعت بھی چیف منسٹر جمعیۃ کا منتخب کردہ تسلیم کرے گی ہم اس کا ساتھ دیں گے۔ دوسرے دن دونوں پارٹیوں کے سربراہوں نے یہ شرط بھی مان لی۔

نیشنل عوامی پارٹی یہ سمجھتی تھی کہ قیوم خان کی حکومت بن جاتی ہے تو ہماری خیر نہیں۔ قیوم خان یہ سمجھتا تھا کہ نیشنل عوامی پارٹی کی حکومت کسی طرح نہ بنے۔ دونوں اپنے تاریک مستقبل کے خطرہ سے بچنے کے لئے ہم سے تعاون کے لئے تیار تھے۔

یحییٰ خان کے لیگل فریم ورک میں قومی اسمبلی کے اجلاس بلانے پر آئین بنانے کے لئے چار ماہ کی مدت مقرر تھی۔ ہم نے اس کا انتظار کیا کہ یحییٰ خاں کب اسمبلی کا اجلاس طلب کرتے ہیں۔

جب قومی اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے والا تھا اس میں ذوالفقار علی اور یحییٰ خاں کی سازش نے اجلاس میں تاخیر کی اور قومی اسمبلی کا اجلاس تقریباً تین ماہ بعد بلایا گیا۔

طریقہ یہ ہے انتخابات کے بعد ایک ہفتہ یا دو ہفتہ میں اجلاس بلوایا جاتا ہے۔ اجلاس کے بلوانے میں اکثریتی پارٹی کے لیڈر شیخ مجیب الرحمٰن کو اعتماد میں نہیں لیا گیا اور اُس نے تین مارچ کے اجلاس میں شرکت کو تسلیم کر لیا تھا۔

لیکن جناب بھٹو نے اعلان کیا کہ ہم ڈھاکہ نہیں جائیں گے اگر کوئی ممبر گیا تو اس کی ٹانگیں توڑ دی جائیں گی۔ اور مغربی پاکستان کے کسی ایرپورٹ پر ان ارکان کو اترنے نہیں دیا جائے گا۔ جو اجلاس میں شرکت کے لئے گیا تھا۔

یحییٰ خان نے ہم کو بلوا کر کہا کہ ہم اجلاس میں شریک نہ ہوں۔ ہم نے کہا کہ آپ نے اجلاس بلوایا ہے۔ ہمارے پاس نوٹس بھیجے ہیں۔ اب آپ کہتے ہیں کہ ہم شریک نہ ہوں۔ اس کردار کے بعد میں خیال کرتا ہوں کہ مشرقی پاکستان ساتھ نہیں دے گا۔

اس نے کہا کہ اجلاس شروع ہونے پر وقت کم ہونے کی وجہ سے اسمبلی ٹوٹ جائے گی۔ اب میں دوبارہ کیسے انتخابات کراؤں گا۔ حکومت کے ۹ کروڑ روپے خرچ ہو گئے۔ ہم نے کہا کہ لیگل فریم کے آرڈیننس میں ترمیم کی جائے اور وقت بڑھا دیا جائے۔

۲۵ فروری کو ہم ڈھاکہ کے لئے روانہ ہوئے۔ تاکہ آئین کے اہم نکات پر مجیب سے بات کریں۔ ۲۶ فروری کو ہم ڈھاکہ پہنچے اور مجیب نے ہماری تجاویز کو تسلیم کر لیا۔ لیکن یحییٰ خان نہ مانا۔ واپس آنے کے بعد ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم اجلاس میں شرکت کریں گے۔ ہمارے اس فیصلہ کے بعد کونسل لیگ نے فیصلہ بدلا۔ جمعیۃ علماء اسلام نے بھی فیصلہ بدلا۔ اور اجلاس میں شرکت کا اعلان کیا۔

صرف قیوم خان کی لیگ اور پیپلز پارٹی نے اس میں شریک ہونے کا اعلان نہیں کیا۔ جس دن ہم یہاں سے یکم مارچ کو ڈھاکہ روانہ ہوئے۔ ہم راستے میں تھے کہ اعلان ہو گیا۔ کہ اجلاس منسوخ۔ بازار بند ہو گئے۔ ڈھاکہ میں ہڑتال ہوئی اور اس قدر مکمل ہڑتال کہ سبزی اور گوشت تک کی دکانیں بند۔ ہم ڈھاکہ کے ایرپورٹ پر واپسی کے لئے آئے تو معلوم ہوا کہ تمام عملہ ہڑتال پر ہے۔ مغربی پاکستان سے ایک ہوائی جہاز شام کو پہنچا۔ بتانے والا کوئی نہ تھا۔ ہمیں معلوم ہو گیا تھا کہ ایک ہوائی جہاز آئے گا۔ اس لئے ہم انتظار کرتے رہے۔ جہاز آنے پر بس کی طرح اوپر پیسے دے کر ہم سوار ہوئے۔ خود سامان جہاز میں رکھا۔

اس اجلاس کے ملتوی ہونے کے بعد ملک کو کس قدر نقصان پہنچا۔ اس کے نتیجہ میں ملک ٹوٹ گیا۔ نیشنل اسمبلی کے الگ الگ اجلاس بلوانے کی تجویز آئی۔ فسادات برپا ہوئے۔ غیر یقینی حالات ایسے پیدا ہوتے کہ اس مارچ کے مہینہ میں تمام پارٹیوں کے لیڈروں کا یحییٰ خان نے اجلاس طلب کیا۔ ۱۹ مارچ کو ہم دوبارہ ڈھاکہ گئے۔

وہ جب پہنچے یحییٰ خان اور مجیب کی نامعلوم کیا باتیں ہوتی تھیں سب سے مخفی رکھی جاتی۔ ہم سے حالات چھپائے جاتے اور بالا ہی بالا سازشیں ہوتی رہیں۔

ہم نے احتجاج کیا۔ آخر میں ملکی ناکامی کے بعد ہم نے اجازت طلب کی۔ یحییٰ خان نے کہا فوج تیار ہے کیا میں گولی سے فیصلہ کروں۔ ہم نے کہا کہ فوجی اقدام کا مشورہ ہم نہیں دے سکتے۔ اس مشورہ کے لئے جرنیلوں سے مشورہ کرو۔ ہم نے واضح طور پر فوجی اقدام کی مخالفت کی۔ اس نے کہا پھر آپ جائیں۔ ۲۵ کی شام کو ہم کراچی پہنچے۔ فوجی ایکشن شروع ہوا۔ فوج نے بستیوں کی بستیوں کو اڑا دیا۔ عورتوں کو بڈھوں کو بھون دیا۔ فوجیوں نے بنگالیوں کے سامنے ان کی عورتوں کے ساتھ زنا کیا۔ اور کہتے تھے کہ اب پاکستانی پیدا ہوں گے۔ یعنی ہمارے نطفہ سے پیدا ہونے والے بچے۔

بھٹو صاحب نے فوجی اقدام کی حمایت کی اور کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ پاکستان کو بچا لیا گیا۔ بعض حضرات نے جماعت کے اندر مطالبے کئے کہ فوجی اقدام کے حق میں بیان دیئے جائیں۔ مولوی عبدالعلیم اور مولانا ہزاروی نے مطالبہ کیا۔ یہاں کے لوگوں نے ہم کو غدار کہا۔ ہمیں مجیب کا ایجنٹ قرار دیا۔ مولانا ہزاروی نے جماعتی موقف کا خیال کئے بغیر بیانات کی مہم شروع کر دی۔ سات کروڑ مسلمان بنگالیوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا گیا۔ ان سے تصفیہ کرنے کی بجائے ہندو فوج کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ کس قدر شرم کی بات ہے۔

ایک سو کے قریب سیٹیں خالی کرائیں تاکہ عوامی لیگ کو اقلیتی پارٹی بنا دیا جائے۔ اس طرح یحییٰ خان نے ضمنی انتخابات کا ڈھونگ رچایا اور دنیا بھر کو بے وقوف بنانے کی کوشش کی۔ میں ضمنی انتخابات کا جائزہ لینے کے لئے گیا۔ معلوم ہوا کہ لوگ پولنگ سٹیشنوں پر نہیں آئیں گے۔ ڈاکٹر مالک نے بتایا کہ لوگ نہ آئیں گے تو کیا ہوا، امیدوار تو موجود ہوں گے۔ جنرل نیازی نے کہا۔ وہی ہو گا جو ہم چاہیں گے۔

یحییٰ خان نے ہمیں کہا تھا کہ صوبہ سرحد میں قیوم خان کا ساتھ دو تو جمعیۃ کو بھی مشرقی پاکستان میں حصہ دیا جائے گا اور کچھ سیٹیں جمعیۃ کے امیدواروں کو دی جائیں گی۔

یحییٰ خان قیوم خان سے وعدہ کر چکا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ لوگ ہمارے ساتھ آجائیں گے۔

ہمارے انکار کے بعد نیشنل عوامی پارٹی کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔ ہمیں یہ کہا گیا کہ ہمارے ساتھ آ جاؤ۔ ہم کو خریدنے کی کوشش کی۔ اور دھمکی دی کہ اگر تم نے ہمارا ساتھ نہ دیا تو جمعیۃ کو بھی خلاف قانون قرار دے دیا جائے گا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ مولوی ڈر جائیں گے اور لالچ میں آ کر بات مان لیں گے۔ ہم نے تمام حالات کا جائزہ لیا۔

یحییٰ خان نے نئی پارلیمنٹ میں   دبا تو انڈیا نے فوجی مداخلت کر کے ملک کو دو حصوں میں کر دیا اور مشرقی پاکستان پر قبضہ کر لیا۔ وہ اجلاس نہ ہوا اور مشرقی پاکستان کی علیحدگی عمل میں آ گئی۔

بھٹو صاحب نے ۲۰ دسمبر کو چارج سنبھالا تھا۔

۲۲ دسمبر کو بھٹو نے بلوایا اور مرکز اور صوبوں میں وزارتیں بنانے کا کہا۔

ہم نے مارشل لاء ہٹانے کا مطالبہ کیا۔ کیونکہ ہم فوجی حکومت پر یقین نہیں رکھتے۔ آمریت پر اعتماد نہیں رکھتے اور عبوری اقتدار کو بحال کرنا چاہتے تھے۔

مارشل لاء کو ہٹانے کا وعدہ کیا۔ صوبوں میں مارشل لاء ہٹانے کا وعدہ ہو چکا تھا۔ خواتین کے انتخابات کا اعلان ہو گیا۔ مولانا ہزاروی نے اس وقت کھل کر مخالفت شروع کر دی۔ اور حق نواز اور مولانا عبدالباقی کے ووٹ اپنے قرار دیئے۔ تجویز پیش کی کہ ایک سیٹ پیپلز پارٹی کو دے دی جائے۔ اور ایک نیشنل عوامی پارٹی کو۔ اگلے دن انتخاب تھا۔ ہم نے دونوں سیٹیں جیت لیں اور بلوچستان سے بھی ہم جیت گئے۔ بھٹو صاحب مان گئے اور انہوں نے ہماری اکثریت کو تسلیم کر لیا۔ چنانچہ تینوں جماعتوں کے درمیان معاہدے ہوئے مگر انہوں نے کسی ایک بات پر بھی عمل نہ کیا۔

ہم نے تمام معاہدے کو باقی رکھ کر مارشل لاء کے حق میں ووٹ نہ دینے کا فیصلہ کیا اور اعلان کیا کہ سپریم کورٹ سے فیصلہ کرا لیا جائے۔ مولانا ہزاروی نے بیان دیا کہ سپریم کورٹ کا جج تو ایک طرف بین الاقوامی عدالت بھی فیصلہ کر دے تو بھی میں مارشل لاء کے حق میں ووٹ دوں گا۔

پنڈی میں اجلاس ہوا۔ سب نے مولانا ہزاروی کو سمجھایا انہوں نے کہا کہ مجلس شوریٰ پر لعنت بھیجتا ہوں۔ اور کہا کہ مارشل لاء کو اگست تک باقی رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ شوریٰ میں بحث ہوئی۔ ہم جیت گئے۔ چنانچہ بھٹو صاحب کو مارشل لاء ختم کرنا پڑا۔

میں نے ولی خان کو کہا مارشل لاء ختم ہونے کے بعد اعتماد کا ووٹ دیا جائے۔ ولی خان مان گئے۔ اس فیصلے سے ہزاروی بہت خوش ہوئے۔

جمعیۃ نے سیاسی طور پر جو بہتر مقام حاصل کیا ہے وہ کسی جماعت کو حاصل نہیں۔ ہم سے پوچھے بغیر ملک کا کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا نہ حکومت کوئی فیصلہ کر سکتی ہے اور نہ اپوزیشن پارٹیاں۔ اس کے بعد بھٹو صاحب نے شکست تسلیم کر کے انتقامی کارروائیاں شروع کیں۔

استعفےٰ میں نے اس لئے دیا تھا کہ میں پہلے تنگ تھا۔

ہم موقع کے متلاشی تھے۔ بلوچستان کی حکومت جسے اکثریت کی حمایت حاصل تھی اس کو توڑ دیا۔ جھوٹے الزامات لگائے گئے۔ لندن پلان اور عراقی سفارت خانے کا ڈھونگ رچایا گیا۔ ایک شہنشاہ ادیب کے اشاروں پر بلوچستان کی حکومت توڑ سکتا ہے تو ہماری حکومت کو بھی توڑا جا سکتا ہے۔

ہم تو صوبائی خود مختاری اور صوبوں کو اس قدر اختیار دینا چاہتے تھے کہ وہ حکومت کہلانے کی مستحق بن جائیں اور ان کی حیثیت ڈسٹرکٹ بورڈ کی نہ بن کے رہ جائے۔

چنانچہ ہم نے استعفےٰ دے۔ بعد میں نے بیان دیا تھا کہ اگر پیپلز پارٹی کی حکومت کو بھی ناجائز طور پر برخاست کیا جاتا تو بھی میں احتجاج کرتا۔ یہ احتجاج ایک جمہوری اقدام کے خلاف تھا۔

اس وقت گورنروں کو بتایا جا چکا تھا۔ اس پر ہم کو اعتراض نہیں اس لئے کہ گورنر نمائندہ ہوتا ہے حکومت کا۔ اگرچہ یہ بھی معاہدوں کی خلاف ورزی تھی۔

بہر حال کے آئین کی رو سے صدر کو حق تھا کہ گورنروں کو برخاست کردیں۔ مگر آئینی حکومت کو برطرف کرنے کا اختیار نہیں تھا۔

ہم دوراہے پر کھڑے تھے۔ اس وقت نہ تو مجلس شوریٰ کا اجلاس بلوایا جا سکتا تھا۔ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ وہ برطرف کر دے۔ ہم نے مقدم ہو کر استعفےٰ پیش کر دیا۔ اور آج تک ہم اس پر فخر کرتے ہیں۔ اس سے پہلے کسی مقتدر نے استعفےٰ نہیں دیا۔ غلام محمد سے اسکندر مرزا نے استعفےٰ لیا۔ سکندر مرزا سے استعفےٰ لیا گیا۔ ایوب خان سے استعفےٰ لیا گیا۔ ہم کو بیالیس کے ہاؤس میں پینتیس ممبروں کی حمایت حاصل تھی۔ اگر وزارت برخواست کر دی جاتی تو ہماری کیا عزت رہتی۔ جلدی جلدی میں جو رفقاء غیر رسمی طور پر مل سکتے تھے۔ جو موجود تھے۔ ان سے مشورہ لیا اور باہمی مشورہ اور اتفاق رائے سے ہم نے استعفےٰ دینے کا فیصلہ کیا۔ ہم زیادہ انتظار نہیں کر سکتے تھے۔

صدر صاحب نے بہت اصرار سے ۱۷ مارچ کو راولپنڈی بلوایا۔ اور استعفےٰ واپس لینے پر اصرار کیا۔ صوبائی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں اس اقدام کو سراہا گیا اور آج اعتراض کرتے ہیں تمام صوبوں کی مجلس شوریٰ اور مرکز کی مجلس شوریٰ ۲۶ فروری کو بلوایا گیا تھا۔ بحث ہوئی اور ہاؤس نے فیصلہ کر لیا کہ وزارت چھوڑنے کے بعد بھی جمعیۃ نیپ معاہدے کو باقی رکھنے کی ضرورت ہے۔

انہوں نے اپنی سی۔ آئی۔ ڈی کے آدمی بٹھائے ہوئے تھے۔ انہوں نے بڑی آزادی سے کنویسنگ کی۔ جب وہ مایوس ہو گئے۔ تو انہوں نے مرکزی حکومت کو رپورٹ دی اور استعفےٰ منظور کرنے کا اعلان کروایا۔

بھٹو صاحب نے استعفےٰ واپس لے کر جو کچھ مرضی ہو کرنے کی ترغیب دی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ پھندا ہمارے گلے میں فٹ نہیں ہوا۔ ۱۲ فروری کو لاہور شیرانوالہ میں بھی اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مولانا ہزاروی نے اعلان کیا تھا کہ اقتدار سے محروم ہونے کے بعد معاہدہ کو ختم کرنا مروت کے خلاف تھا۔ مگر آج اس سے منحرف ہو گئے ہیں۔

باقی صـ ۱۴ پر

حکومت پر اپوزیشن کے الزامات کی سپریم کورٹ سے تحقیقات کرائی جائے

آزاد کشمیر کو صوبائی درجہ دینا کشمیریوں سے غداری کے مترادف ہوگا

ایندھن کی قیمتوں میں اضافہ کا کوئی جواز نہ تھا۔ جمہوری محاذ کی مجلس عمل کی قراردادیں

راولپنڈی۔ متحدہ جمہوری محاذ کی مجلس عمل کے اجلاس میں جو پیر صاحب پگاڑو شریف کی صدارت میں منعقد ہوا فیصلہ کیا گیا کہ محاذ کے مرکزی زعماء سارے پاکستان کا دورہ کر کے جلسہ عام اور کارکنوں کے اجلاسوں سے خطاب کریں گے۔ ۷ دسمبر کو یوم سانگھڑ منایا جائے گا جس میں اس ضلع کے محب وطن باشندوں پر حکومت سندھ کی مبینہ زیادتیوں پر روشنی ڈالی جائے گی

اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ متحدہ جمہوری محاذ تمام ضمنی انتخابات لڑے گا لہذا محاذ کی رکن جماعتوں کو محاذ کے امیدواروں کے لئے ہر ممکن امداد و اعانت کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ متحدہ جمہوری محاذ کی مجلس عمل نے حسب ذیل قراردادیں بھی منظور کیں۔

(۱) متحدہ محاذ کا اٹل نظریہ یہ ہے کہ ریاست جموں و کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ صرف اقوام متحدہ کی ۱۹۴۸ کی قرارداد پر عملدرآمد سے ہو سکتا ہے اور پاکستان اور کشمیر کے باشندے اس کے سوا اور کوئی فیصلہ قبول نہیں کریں گے۔ محاذ کے نقطہ نظر سے وزیراعظم بھٹو کی یہ تجویز کہ آزاد کشمیر کو پاکستان کے صوبے کی حیثیت دے دی جائے نہ صرف بھارت کے موقف کو مضبوط تر بنا دے گی بلکہ یہ تجویز اہل کشمیر کے ساتھ غداری کے مترادف ہے۔

(۲) متحدہ محاذ سیاسی کارکنوں کو ہدف انتقام بنانے پر حکومت کی شدید مذمت کرتا ہے۔ جیسا کہ قومی اسمبلی کے رکن چودھری ظہور الٰہی سے انتقام لیا جا رہا ہے اور ان کی جان تک خطرے میں ڈال دی گئی ہے۔ اندیشہ ہے کہ ان کو قومی اسمبلی کی نشست سے محروم کرنے کے لئے عام قانون کے تحت نہیں بلکہ جرگہ سسٹم کے تحت مقدمہ چلا کر انہیں قید کر دیا جائے گا حکومت کو ایسی حرکتوں کے خطرناک نتائج سے خبردار رہنا چاہیئے

(۳) مٹی کے تیل ڈیزل آئل اور پٹرول کی قیمتوں میں یکطرفہ کارروائی کے طور پر اضافہ کر دینا سراسر ناجائز تھا۔

(۴) سیاسی پارٹیوں کے سلسلے میں جو تازہ آرڈیننس جاری کیا گیا اور حکومت کو لامحدود اختیارات دیئے گئے ہیں ان کا مقصد محض خوف و ہراس پیدا کرنا اور سیاسی مخالفوں سے انتقام لینا ہے۔ پولٹیکل پارٹیز ایکٹ وطن دشمن سرگرمیوں کے لئے اس لئے ناقص سمجھا گیا ہے کہ اس کے تحت ایسے جرائم سے نمٹنے کا اختیار صرف سپریم کورٹ کو تھا۔ حالانکہ دفعہ ۱۴۱ الف (ب) ڈیفنس آف پاکستان رولز اور ہنگامی احکامات کے اختیارات وطن دشمن عناصر سے نمٹنے کے لئے کافی تھے۔ لہذا صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ آرڈیننس بھی انتقام لینے کے لئے جاری کیا گیا ہے۔

(۵) متحدہ محاذ ان کارکنوں کو مبارکباد پیش کرتا ہے جنہوں نے بلوچستان میں حکومت کی پالیسیوں کے خلاف احتجاج کر کے گرفتاریاں پیش کیں۔

(۶) متحدہ جمہوری محاذ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنی موجودہ حکمت عملی بدلے اور بلوچستان اور صوبہ سرحد میں اکثریتوں کی حکومتیں بحال کر کے سیاسی حل کی کوشش کرے۔

(۷) یہ اجلاس حکومت سندھ کے اس تشدد کی مذمت کرتا ہے جس کا مظاہرہ خاص طور پر سانگھڑ میں کیا گیا ہے۔

(۸) ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے تمام الزامات کی سپریم کورٹ آف پاکستان سے عدالتی تحقیقات کرائی جائے تاکہ پاکستان کے عوام پر حقائق واضح ہو سکیں۔

سیلاب زدگان کو مؤثر امداد دی جائے

جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خاں کے امیر مولانا غلام ربانی اور ناظم مولانا غلام مصطفیٰ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ضلع رحیم یار خاں کے بعض علاقوں میں ابھی تک پانی کھڑا ہے۔ اس لئے حکومت اس کی نکاسی کا فوراً انتظام کرے۔ انہوں نے کہا کہ بہاولپور ڈویژن کے لئے جو امداد دی گئی ہے وہ ناکافی ہے کیونکہ ایک مہینہ سے اوپر سیلاب کا پانی بہتا رہا۔ اور تین چوتھائی علاقہ زیر آب آ گیا اور کروڑوں کا نقصان ہوا۔

جمعیۃ کے راہنماؤں نے کہا کہ سیلاب زدگان کی امداد میں جو بیج اور ٹریکٹر دیئے جا رہے ہیں وہ بطور قرض ہیں سیلاب زدگان کی فصلیں تباہ ہو چکیں مکانات برباد ہو گئے اب وہ قرض کسی صورت بھی ادا نہ کر سکیں گے۔ اس لئے ٹریکٹر اور بیج مفت دیا جانا چاہیئے۔

قائدین کا دورہ لکی مروت

جمعیۃ علماء اسلام کے قائد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور نیپ کے سربراہ خان عبدالولی خان صاحب صوبہ سرحد کے جنوبی اضلاع کا دورہ کرتے ہوئے جب لکی مروت تشریف لائے تو عوام نے ان کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ اس موقع پر مفتی صاحب نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ موجودہ حکومت نے عوام پر ظلم کی انتہا کر دی ہے اور عوام کے جمہوری حقوق غصب کر کے انہیں فسطائیت کے شکنجے میں جکڑا جا رہا ہے۔ آپ نے کہا جمہوری حقوق کی بحالی تک ہماری تحریک جاری رہے گی۔ خان عبدالولی خان نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا عجیب بات ہے کہ ایک طرف بھٹو صاحب ہمیں دھمکیاں دیتے ہیں اور دوسری طرف مذاکرات کی پیشکش بھی کرتے ہیں۔ مگر ہم بھٹو صاحب سے اب مذاکرات نہیں کریں گے جب تک وہ پہلے مذاکرات میں کئے گئے وعدے پورے نہیں کرتے۔ آپ نے کہا کہ ہمارے کارکنوں پر مظالم بند نہ کئے گئے تو ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے۔

شیر عالم خاں رہا ہو گئے

کراچی (نمایندہ خصوصی) جمعیۃ علماء اسلام کراچی شہر کے پرجوش اور جواں سال کارکن جناب شیر عالم خاں گذشتہ دنوں ضمانت پر رہا ہو گئے۔ واضح رہے کہ مذکورہ کارکن ایک دینی مدرسہ کے طالب علم ہیں اور گذشتہ دنوں متحدہ جمہوری محاذ کی تحریک دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی میں گرفتار ہو گئے تھے۔ جمعیۃ علماء اسلام بلدیہ ٹاؤن کے تمام عہدیداروں نے جناب شیر عالم خاں کی رہائی پر مسرت کا اظہار کیا ہے اور ان کی قربانیوں کو سراہتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا ہے۔

آزاد کشمیر کے علماء کو مولانا ہزاروی کی سیاست سے اتفاق نہیں ہے

نعمانپورہ باغ۔ جمعیۃ العلماء آزاد جموں و کشمیر نعمانپورہ کے راہنما مولانا قاری محمد انور نے اپنے ایک بیان میں ان عناصر کی شدید مذمت کی ہے جو مفتی محمود صاحب کے خلاف الزام تراشی میں مصروف ہیں۔ مولانا نے کہا کہ مفتی صاحب نہ صرف ایک سلجھے ہوئے سیاستدان ہیں بلکہ جید عالم دین اور فقیہہ وقت بھی ہیں۔ جن پر پاکستان کے عوام کو مکمل اعتماد ہے۔ مولانا نے کہا کہ پاکستان میں یہی ایک واحد شخصیت ہے جس نے باوجود مختلف رکاوٹوں کے علماء حق کی تاریخ کو زندہ رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مفتی محمود نے تاریخ دیوبند کو دہرانے میں عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے۔

مولانا نے جمعیۃ کے ان ارکان پر نہایت تعجب کیا۔ مفتی صاحب کے محب وطن ہونے کے بارے میں شکوک پیدا کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ یہی ارکان پاکستان بننے سے لے کر اب تک مفتی صاحب کے دست بازو بنے رہے۔ اگر مفتی صاحب ملک کے وفادار نہیں تھے تو یہ عناصر بھی کسی طرح وفادار نہیں ہو سکتے۔ جو عرصہ دراز کے بعد مفتی صاحب سے ذاتی اختلاف کی بنا پر ان پر مختلف الزامات عائد کر رہے ہیں۔ مولانا انور نے مفتی صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے انہیں مکمل تعاون کا یقین دلایا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ آزاد کشمیر کے علماء کو مولانا ہزاروی کی سیاست سے اتفاق نہیں ہے۔

مجلس ختم نبوت کی مجلس عمومی کا اجلاس

کراچی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کی مجلس عمومی کا اجلاس ۱۶ دسمبر کو گل رعنا کلب نیو ٹاؤن میں ہوگا جس میں مولانا تاج محمود مدیر لولاک اور دیگر اکابر علماء شرکت فرمائیں گے۔ اس اجلاس کے لئے ارکان مجلس عمومی اور عقیدہ ختم نبوت سے لگاؤ رکھنے والے احباب کو عنقریب دعوت نامے جاری کر دیئے جائیں گے۔

واضح ہو کہ اس اجلاس کی سرپرستی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہ کر رہے ہیں۔

بقیہ: تحریک جاری رہے گی ---!

حوصلے بلند ہیں اور ہم آگے قدم بڑھا رہے ہیں۔ تحریکِ جمہوریت میں حصہ لینے والے رضاکاروں پر تشدد ہوا۔ برسرِ عام ان کو پیٹا گیا۔ ان قربانیوں سے ہمارا سر اونچا ہو گیا۔ میں سلام عقیدت پیش کرتا ہوں اور خراجِ تحسین۔

میں اپنے ان ساتھیوں کی حوصلہ افزائی کیوں نہ کروں۔ ان کو کیوں داد نہ دوں۔ انہوں نے سب کچھ دیکھتے ہوئے قربانیاں دیں اور مصائب کا مقابلہ کیا۔ ان کا کردار قابلِ ستائش ہے۔

متحدہ جمہوری محاذ کا اجلاس ۲۴ نومبر کو راولپنڈی میں ہو رہا ہے۔ اس میں اہم فیصلے کئے جائیں گے۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان کی اسمبلیوں کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ اگر حکومت نے اپنا رویہ تبدیل نہ کیا تو قومی اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ بھی کیا جائے گا۔

ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جب تک ملک میں اسلام کا نظام نافذ نہیں ہوتا جمہوریت بحال نہیں ہوتی ہم تحریک کو جاری رکھیں گے۔ اس سے بڑی قربانیاں دینی پڑیں تو دی جائیں گی۔ اور اصولوں پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔

بقیہ: مولانا شرف الحق

مولانا شرف الحق کا اندازِ مناظرہ یہ تھا کہ مخالف کی مستند کتابوں سے دلائل لاتے اور اسی کے ہتھیار سے اسے گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور کر دیتے تھے۔ ان کے لیکچر اور مناظرے عامیانہ رنگ سے بالکل پاک ہوتے تھے۔ اور محققانہ و عالمانہ شان رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے لیکچروں میں اعلیٰ طبقہ کے لوگ بکثرت شریک ہوتے تھے اور ان کے عالمانہ بیان سے استفادہ کرتے تھے۔

مولانا نے مناظروں کے سلسلے میں یو۔پی کا کوئی ضلع نہ چھوڑا۔ تبلیغ اسلام کے جوش سے چپہ چپہ چھان مارا۔ عوام میں فرائض اطاعت کا جذبہ پیدا کیا۔ بیس پچیس ہزار افراد ان سے رشتۂ ارادت میں منسلک تھے۔

آخری ایام

آخری عمر میں گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ بینائی میں فرق آ گیا تھا اور پاؤں تنگ کرنے لگا تھا۔ انتقال سے ڈیڑھ سال پہلے فالج کا حملہ ہوا۔ علاج معالجہ کے باوجود صحتِ کاملہ نصیب نہ ہوئی۔ دوبارہ فالج کا حملہ ہوا اور جان لیوا ثابت ہوا۔ آخر ستر برس کی عمر میں ۲۲ جنوری ۱۹۳۷ء ۹ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ کو جہانِ فانی سے دارالبقاء کو رخصت ہوئے۔

تصانیف

مولانا کو کتابوں سے بے پناہ محبت تھی۔ وہ کتاب دوست انسان تھے۔ انہوں نے ایک نہایت اچھا کتب خانہ چھوڑا۔ اس کے علاوہ ان سے مندرجہ ذیل کتابیں بھی یادگار ہیں۔

۱۔ دافع البہتان بتنزیہ الرحمٰن وجہتہ۔ ۲۔ استیصال مذہب عیسوی بمقابلہ دینِ محمدی۔ ۳۔ مناظرہ غازی پور۔ ۴۔ مناظرہ حیدر آباد دکن۔ ۵۔ مناظرہ کالکا۔ ۶۔ دینی مناظرہ ھنگنٹہ۔ ۷۔ مناظرہ دہلی۔ ۸۔ لیکچر امریکہ۔

(بشکریہ انوار مدینہ)

تعارف و تبصرہ

تقریر بخاری شریف

از افاداتِ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم سہارن پور

مرتب:۔ مولانا محمد شاہد

ناشر:۔ مولانا محمد یحییٰ مدنی مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن کراچی

سائز ۲۰×۳۰/۸۔ ضخامت ۱۶۰ صفحات

قیمت ۵/۰ روپے۔ کتابت و طباعت معیاری

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کی شخصیت علمی دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ ان چند گنے چنے بزرگوں میں سے ہیں جو اکابر علماء دیوبند کثر اللہ جماعتہم خصوصاً شیخ العلماء و محدث اعظم حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نور اللہ مرقدہٗ کے علوم اور روایات کے امین ہیں۔ زیرِ نظر کتاب حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی اردو تقریرِ بخاری شریف ہے جو محترم مولانا محمد شاہد صاحب دام مجدہم نے مرتب فرمائی ہے اور مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن کراچی کے مولانا محمد یحییٰ مدنی نے پاکستان کے اہلِ علم کی سہولت کے لئے اس کی اشاعت کا اہتمام فرمایا ہے۔ کتاب بخاری شریف کی کتاب الایمان پر متعدد علمی مباحث کے علاوہ شروع میں علم حدیث کی ضرورت و اہمیت اور آداب نیز امام بخاریؒ کے حالاتِ زندگی اور علمی کارناموں پر مشتمل ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا مخصوص اصلاحی رنگ کتاب پر غالب ہے اور قیمتی معلومات کے ساتھ پند و نصائح بھی جا بجا موجود ہیں۔ اہلِ علم حضرات خصوصاً علم حدیث کے طلبہ کے لئے اس کا مطالعہ بہت مفید ہے۔ (مدیر)

احکام و مسائلِ عُشر

از مولانا مفتی عبداللطیف صاحب۔ ناشر مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی ضلع بہاولنگر

یہ ایک چھوٹا سا پمفلٹ ہے جو ایک استفتاء اور اس کے جواب پر مشتمل ہے۔ حضرت مولانا مفتی عبداللطیف صاحب نے اس میں عُشر سے متعلق فقہی مسائل کی وضاحت فرمائی ہے اس دور میں چونکہ ان مسائل سے ناواقفیت بہت زیادہ ہے اس لئے ہمارے خیال میں اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہونی چاہیئے۔ (مدیر)

مولانا دوست محمد خطیب مسجد کبیر نواب شاہ کی رہائی کا مطالبہ

ملتان۔ جمعیۃ علماء اسلام ملتان کی جنرل کونسل کے اجلاس نے مطالبہ کیا ہے کہ مولانا دوست محمد کو رہا کیا جائے۔

مولانا طویل عرصہ سے قید و بند کی صعوبت برداشت کر رہے ہیں۔ اہل حق کو حکومت کی طرف سے تنگ کیا جا رہا ہے۔ اور [illegible] آزادی پاکستان میں مختلف صورتوں میں علماء کو پریشان کیا گیا اور کیا جا رہا ہے۔ چاروں صوبوں میں علماء کو گرفتار کیا گیا اور پریشان کیا گیا۔ اگر حکومت کو یہ غلط فہمی ہے کہ اہل حق تبلیغ و اشاعت وغیرہ کا فریضہ چھوڑ دینگے تو یہ بڑی حماقت ہے۔

اہل حق نے فرنگی کے خلاف محاذ قائم کیا، ملک آزادی کی نعمت سے سرفراز ہوا۔ آزادی کے بعد بھی اسلام کے عادلانہ نظام پر عمل نہ کیا اور برسرِ اقتدار گروہ نے اسلامی نظام کے وعدے پس پشت ڈال دیئے۔ علماء کا صرف یہی مطالبہ ہے کہ پاکستان کے بنیادی نظریہ کے مطابق اسلامی نظام جاری کیا جائے اور تمام صوبوں سے بلکہ تمام لوگوں سے انصاف کیا جائے۔

اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا دوست خطیب مسجد کبیر نواب شاہ کو بلاتاخیر رہا کیا جائے اور چوہدری ظہور الٰہی متحدہ جمہوری محاذ کے راہنما کو بھی رہا کیا جائے۔

مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی کا اہم اعلان

مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں کچھ عرصہ سے تخصص کے مختلف درجات قائم کئے گئے ہیں۔ خاص شرائط کے ماتحت ان کا داخلہ ہوتا ہے نیز ایک جدید نصاب بعض امریکہ و افریقہ کے طلبہ کے لئے جاری کر دیا گیا ہے جس میں تمام علوم عربیہ عربی زبان میں بطور ڈائرکٹ میتھڈ (براہ راست) پڑھائے جاتے ہیں۔ دار الاقامہ میں تنگی کی وجہ سے علوم دینیہ عربیہ کے ابتدائی چار درجہ کا داخلہ عارضی طور پر بند کیا تھا۔ لیکن طلبہ اور بعض حضرات کے اصرار پر دوبارہ اس کا اجرا کیا جاتا ہے۔

اب تعلیم کے ہشت سالہ کے تمام درجات کا داخلہ جاری ہے۔ ۶ر شوال سے داخلہ شروع ہے اور ۵ ارشوال کو ختم ہوگا۔

منجانب:۔ (مولانا) محمد یوسف بنوری مدیر مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی ۵

مدرسہ ارشاد القرآن کا داخلہ

ضلع سکھر کی قدیم دینی درسگاہ مدرسہ عربیہ ارشاد القرآن رجسٹرڈ کا داخلہ دس شوال سے جاری ہے۔ جس میں محنتی اور قابل اساتذہ کی زیر نگرانی دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس مدرسہ میں بیرونی طلباء کی رہائش، خوراک، پوشاک، کتب، دوا، صابن، تیل اور دیگر ضروریات کا انتظام ہے۔ اس لئے طلباء کرام سے درخواست ہے کہ وہ علمی، دینی اور روحانی درسگاہ میں داخلہ لیکر علوم نبوتؐ حاصل کریں۔ نیز مخیر حضرات مدرسہ کی امداد کریں۔

علی مراد مہر۔ مہتمم مدرسہ ارشاد القرآن گوٹھ نمو مہر و پوسٹ عبدو۔ ضلع سکھر سندھ

تعاون کی اپیل

مدرسہ انوار الفرقان کراچی عرصہ دس سال سے لیاری کوارٹرز جیسے نہایت غریب اور پسماندہ علاقہ میں قرآن پاک کے انوار کو پھیلا رہا ہے۔ یہاں پر طلباء و طالبات کو حفظ و ناظرہ نورانی قاعدہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اسی سے زائد طلباء قرآن پاک مکمل کر چکے ہیں۔ مدرسہ کی آمدنی کا کوئی مستقل اور خاص ذریعہ نہیں۔ اس لئے مخیر حضرات سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ وہ اس غریب مدرسہ کے ساتھ امداد خیرات، صدقات، زکوٰۃ اور ماہانہ عطیات بر ممکن تعاون فرمائیں۔ حافظ محمد شریف مہتمم مدرسہ انوار الفرقان نزد بسم اللہ مسجد محلہ سید آباد۔ لیاری کوارٹرز نمبر کراچی ۱

عربی تاریخوں کی مہر

اسلامی ہجری مہینوں کی بے نظیر گھومنے والی مہر خوبصورت عربیا

خط میں مہینوں کے نام اور تاریخیں نہایت محدود تعداد میں موجود ہیں اصل قیمت بغیر منافع کے دس روپے اور رجسٹرڈ پارسل خرچ ایک روپیہ کل گیارہ روپے بھیجکر منگوا لیں۔ وی پی نہیں ہوگا۔ نیز ختم نبوت کی گول مہر پارسل خرچ سمیت ۶ روپے صرف رضوان معرفت بیت الکتابت نورانی مسجد حسرت موہانی روڈ۔ کراچی ۱ سندھ

اعلان داخلہ مدرسہ عربیہ دار العلوم امینیہ جنڈانوالہ

قصبہ جنڈانوالہ کی قدیم درسگاہ دار العلوم امینیہ رجسٹرڈ میں جدید تعلیمی سال کے لئے ۱۰ شوال سے ۲۰ ذیقعدہ تک داخلہ جاری رہے گا۔ طلباء کے قیام و طعام کے جملہ انتظامات کے حسب استعداد طلبہ کو وظیفہ بھی دیا جائے گا۔ نیز مدرسہ کی طرف سے سردی کے ایام میں ناشتہ چائے وغیرہ بھی دیا جائیگا اور عالم عربی، فاضل عربی کا بھی انتظام ہے۔ اس لئے محنتی طلباء جلد از جلد توجہ فرمائیں۔

مہتمم دار العلوم امینیہ رجسٹرڈ جنڈانوالہ ضلع لائل پور

مدرسہ عربیہ اسلامیہ کا داخلہ شروع

دس بیرونی طلباء کی مزید گنجائش ہے۔ درجہ حفظ و قدوری تک کتابیں پڑھنے والے طلباء جلد پہنچیں۔ اسباق ۱۱ شوال سے شروع ہو چکے ہیں۔ مدرسہ ہذا ضلع شیخوپورہ کی مرکزی درسگاہ ہے۔

محمد یعقوب ربانی مہتمم مدرسہ عربیہ منڈی چوہڑکانہ ضلع شیخوپورہ ۲۴ شوال ۱۳۹۳ھ

دینی کتابوں پر خصوصی رعائت

توحیدی کتب خانہ توحید نگر چاکیواڑہ کراچی کی جانب سے ذیقعدہ کے اواخر تک مندرجہ ذیل کتب منگوانے والوں کو دس فیصد رعایت دی جائے گی۔

سوانح حیات قاضی احسان احمد	۱۲/۰	مصباح المقررین	۳/۳۷
تذکرہ مفتی محمود	۸/۰	وصیٔ رسول اللہ	۳/۷۵
تجلیات عثمانیؒ	۲۵/۰	تجدید سبائیت	۱/۵۰
موت کا منظر	۱۰/۰	گانا بجانا	۱/۲۵
اہلسنت پاکٹ بک	۹/۰	نقش توحید	۳/۰
اسلام کیا ہے	۳/۰	تبلیغی جماعت پر اعتراضات	۳/۵۰
تقریر بخاری شریف اردو	۵/۰	علامات قیامت اور نزول مسیح	۶/۰
تبلیغی جماعت کا جائزہ	۳/۰	بائبل کیا ہے	۱/۸۰
ہم ماتم کیوں نہیں کرتے	۱/۰	میری نماز	۲/۲۵
تصویر کے احکام	۳/۰	مسلمان خاوند	۲/۲۵
مواعظ حکیم الامت	۴/۰	مسلمان بیوی	۲/۲۵
قادیانی قول و فعل	۶/۷۵	طب نبویؐ	۳/۰

دینی مدارس اور کتب خانوں کو مزید رعایت بھی دی جاسکتی ہے۔ رقم پیشگی۔ وی پی نہیں ہوگا۔

محمد رمضان میمن مدرسہ تعلیم الفرقان توحید نگر۔ چاکیواڑہ کراچی
ایجنٹ ترجمان اسلام

مولانا ابو الکلام آزادؒ

نے برصغیر پاک، ہند اور بنگلہ دیش کے بارے میں کیا کہا تھا؟ ایک اہم تاریخی کتاب طبع ہو کر آنے والی ہے۔ سات روپیہ قیمت پیشگی بھیج کر اپنا نسخہ محفوظ کرا لیں۔

جمعیۃ اکادمی، سی ۱۵۳۔ کورنگی ۶۔ کراچی ۳۱

سم الفار کا نسخہ

تیار ہو گیا ہے۔ تمام جسمانی کمزوریوں میں اور ٹی، بی وغیرہ خطرناک بیماریوں میں نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ سیکڑوں حضرات نے تصدیق کی ہے۔ مردوں، عورتوں، جوانوں اور بوڑھوں کے لئے یکساں طور پر مفید ہے۔

تیاری کی ترکیب، فوائد کی تفصیل اور استعمال کا طریق ساتھ ہیں۔ پچاس خوراکوں کا کورس ۲۵/۰ روپیہ۔ قیمت بھیجکر منگائیے۔

دار العلاج سی ۱۵۳، کورنگی ۶۔ کراچی ۳۱

دینی طلباء کے لئے خوشخبری

مدرسہ عربیہ نصرت العلوم چک ۲۳۱/۱۷۰ ای بی علاقہ دنیاپور تحصیل لودھراں ضلع ملتان زیر سرپرستی حضرت مولانا خدا بخش صاحب مدظلہ العالی خطیب جامع محمدی مسجد خاص لاری اڈہ ذخیرہ میں قرآن کریم درجہ حفظ و ناظرہ پڑھانے کا بہترین انتظام کیا گیا ہے۔ کتب فارسی و عربی مثلاً صرف و نحو و فقہ، ادب وغیرہ و دیگر علوم یعنی طب قدیم و جدید یونانی و ڈاکٹری بائیوکیمک انجکشن (ٹیکہ)، و تشخیص الامراض و دواسازی و تجویز نسخہ جات سے پوری روشناسی کا معقول انتظام کیا گیا ہے۔

طلباء کے قیام و طعام، تیل و صابن و حجامت وغیرہ کا مدرسہ کفیل ہوگا۔ داخلہ یکم ماہ شوال سے شروع ہے حسب گنجائش ہوتا رہے گا۔

شائقین حضرات سے پرزور درخواست ہے کہ اس سنہری موقع کو غنیمت سمجھیں۔

اپیل

جمیع ہمدردان اسلام سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ غریب الوطن اور مساکین طلباء مہمانان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد زکوٰۃ و عشر و فطرانہ و چرم ہائے قربانی و خیرات نفلیہ سے امداد فرما کر ثواب دارین حاصل فرمائیں۔

المشتہر:۔ ناظم مدرسہ عربیہ نصرت العلوم چک ۲۳۱/۱۷۰ ای بی دنیاپور ضلع ملتان

بقیہ: مفتی محمود کا حالات حاضرہ پر تبصرہ

سے ملاقات کے لئے تشریف لے جانا تھا۔ اس لئے علی الصبح مولوی عزیز الرحمٰن خورشید مبلغ مجلس ختم نبوۃ کے یہاں جناب مولانا شمس الدین اور خان زمان خان اچکزئی نے چائے کی دعوت میں شرکت فرمائی۔ گھنٹے دو گھنٹے دوستوں کو اپنے خیالات سے مستفیض کیا اور ۶ بجے صبح اپنے سفر پر روانہ ہو گئے

طلباء کی سرگرمیاں

رپورٹ :— قاضی محمد اشرف

رانا شمشاد علی خاں کا دورہ پنجاب

صوبہ پنجاب کے نائب صدر اور ناظم انتخابات جناب رانا شمشاد علی خاں نے ۵ ستمبر کو منعقدہ سنٹرل کمیٹی کے اجلاس کے فیصلے کے مطابق ۲ شوال ۱۳۹۳ھ مطابق ۹ اکتوبر ۱۹۷۳ء سے حاصل پور سے پنجاب کا تنظیمی دورہ شروع کیا۔ انہوں نے حاصل پور، چشتیاں، بہاولنگر، خیرپور، بہاولپور، بوریوالہ، عارف والا، ساہیوال، لاہور، گکھڑ منڈی، حافظ آباد، گوجرانوالہ، ڈسکہ، سیالکوٹ، راولپنڈی، اسلام آباد، ٹیکسلا، ملتان اور لائلپور کا دورہ تقریباً ایک ماہ میں مکمل کیا۔ باقی ماندہ علاقوں کا دورہ ابھی جاری ہے جناب رانا صاحب نے اپنے دورے کے دوران مختلف مقامات پر انتخابات بھی کرائے۔ جن میں ضلع گوجرانوالہ کا انتخاب بھی شامل ہے۔ متعدد مقامات پر آپ نے طلباء کے اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ اسلام آباد میں ڈگری کالج میں آپ کے خطاب کے بعد طلباء نے جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔

رانا صاحب نے سیالکوٹ کے لئے جناب جاوید اقبال صاحب، جناب محمد اقبال فاروقی صاحب۔ حافظ محمد انور صاحب قاسمی پر مشتمل سہ رکنی کنوینگ کمیٹی قائم کر کے ضلع سیالکوٹ کی تنظیم کی تکمیل کا کام ان کے سپرد کیا۔

ضلع راولپنڈی کی تنظیم کی تکمیل کا کام جناب سید عشرت علی صاحب زیدی ناظم صوبہ پنجاب اور جناب سید افضال احمد صاحب زیدی کے سپرد کیا گیا اور ضلع لیمپور کے لئے جناب عشرت علی صاحب اور جناب اورنگ زیب کو مقرر کیا گیا۔

ضلع گوجرانوالہ کا کنونشن

۲۴، ۲۵ نومبر ۱۹۷۳ء کو حافظ آباد میں ضلع گوجرانوالہ کا دو روزہ کنونشن منعقد ہوا۔ پہلی نشست جلسۂ عام کی صورت میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت جناب مولانا الطاف الرحمٰن صاحب نے کی۔ جلسۂ عام سے حضرت مولانا محمد اجمل خاں صاحب لاہوری نے خطاب فرمایا۔ دوسرے دن طلباء کا خصوصی اجتماع تھا۔ جس میں حضرت مولانا سعید احمد صاحب رائپوری نے خطاب فرمایا۔ مولانا نے طلباء کو شعور بیدار کرنے کی تلقین فرمائی اور بالتفصیل دوست اور دشمن کی پہچان پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں رانا شمشاد علی خاں نائب صدر صوبہ پنجاب نے ایک پر جوش اور ولولہ انگیز خطاب فرمایا اور طلباء میں کام کرنے کے لئے ایک نئی روح پھونکی۔ سب سے آخر میں مرکزی خازن جناب سید مطلوب علی زیدی نے مختصر سا خطاب کرتے ہوئے صوبہ سندھ کی جمعیۃ طلباء اسلام کی کارکردگی سے آگاہ کیا صوبہ سندھ کے طلباء کی عملی پوزیشن بھی بتائی کہ وہ جمعیۃ طلباء اسلام کے پروگرام پر اچھی طرح عمل پیرا ہیں۔

اگر یہ معاہدہ پارلیمان کی حد تک تھا تو اس اجلاس میں اس کے خلاف کیوں رائے نہ دی۔ بعد میں جمعیۃ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا جس میں محاذ میں شرکت یا عدم شرکت کا فیصلہ کرنا تھا۔ مولانا ہزاروی نے محاذ میں شرکت سے اختلاف کیا اور کچھ خطرات بیان کئے۔

جب حضرت امیر نے ایک ایک سے رائے لی تو سب نے محاذ میں شرکت کا اظہار کیا تو وہ بھی مان گئے۔ محاذ میں شمولیت سیاسی مقاصد کے تھی اور چند نکات پر اتفاق رائے ہو گیا تھا۔

محاذ بن جانے کے بعد انہوں نے محاذ کے جنرل سکرٹری پر اعتراض کیا۔

نیشنل عوامی پارٹی اور جمعیۃ ہی حکومت کی حریف ہونے پوزیشن رکھتی ہیں۔ اور ہماری حکومت کو ہی بھٹو صاحب نے توڑا تھا۔ اس لئے مسائل کا ہم سے گہرا تعلق ہے۔

ہم پہ یہ الزام ہے کہ ہم تقسیم ہند کے خلاف تھے۔ تو معلوم ہوا ہمارا مزاج تقسیم کے خلاف ہے۔ جب ہم ہندو کے ساتھ ملک کو تقسیم کرنے کے حق میں نہیں تھے تو مسلمان ملک کو تقسیم کرنا کس طرح مان سکتے ہیں۔

اپوزیشن جماعتوں کے ساتھ مل کر ہم ایک حصار بنا کر اس الزام کا دفاع کرنا چاہتے تھے۔ محاذ کی کوئی پالیسی بھی ہماری مرضی کے خلاف نہیں بن سکتی۔

جماعت اسلامی کا محاذ سے اتحاد پہلے ہی کمزور تھا۔ تھوڑی سی آزمائش پر یہ جماعت بھاگ سکتی تھی۔ تحریک میں محاذ میں شامل جماعتوں نے قربانیاں دیں اور جماعت اسلامی نے تماشائی کا کردار ادا کیا۔ ملتان اور لاہور میں تحریک جمعیۃ نے چلائی۔ خصوصاً جمعیت طلبائے اسلام نے تحریک میں شامل ہو کر لائق تبریک اقدام کیا۔ ہمارے سر ان بچوں نے فخر سے اونچے کر دیئے ہیں۔ میں ان کو سلام عقیدت پیش کرتا ہوں۔

نوابزادہ نصر اللہ خان نے اپنی غلطی اور ندامت کو تسلیم کیا ہے حمزہ صاحب نے اعتراف کیا کہ ہم نے جمعیۃ کو سمجھا ہی نہیں۔ ہزاروی صاحب ایک قدم اور آگے بڑھے اور انہوں نے نیشنل عوامی پارٹی پر اعتراضات شروع کر دیئے۔ جب تک مجھے ایک فیصد امید تھی کہ مولانا کو سمجھایا جا سکتا ہے۔ میں نے اُسے سمجھایا۔ اب میں بالکل مایوس ہو گیا ہوں۔

غرض یہ ہے کہ جماعت کو سیاسی بھی اور مذہبی لحاظ سے بھی ایک وزن موجود ہے۔ ہم محاذ میں اس لئے شریک ہوئے کہ حکومت نے انسانیت سوز سلوک کیا۔ جو ظلم کیا ہے۔ جو زیادتی کی ہے۔ جو بے انصافی کی جا رہی ہے۔ سندھ میں حروں کے گھروں کو گرا کر ٹریکٹر چلائے گئے۔ آنکھیں نکال لی گئیں۔ ایک ہزار حر گرفتار ہیں۔ بلوچستان میں فوج مسلط ہے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے فوج کو سرحدوں کی حفاظت کرنی ہوتی ہے۔ مگر ہماری فوج اپنی قوم کو فتح کرنے پر لگی ہوئی ہے۔ ہلاکو اور چنگیز کے نام لینا لوگ بھول گئے ہیں۔ آئندہ ظالموں کی فہرست میں پیپلز پارٹی کے نام لئے جائیں گے۔

ہمارے اکابر نے زندگی بھر مصائب برداشت کئے اور فرنگی کے نظام اس کے طور طریقے منظور نہیں کئے تو ہم کس طرح ان کالے فرنگیوں کے ساتھ تعاون کریں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو ظالموں کے ساتھ جاتا ہے ان سے تعاون کرتا ہے وہ حوض کوثر پر نہیں آ سکے گا میرے پاس نہیں آ سکے گا۔

ہم نے ان کے ساتھ مقابلہ کرنا چھوڑ دیا۔ ہماری استقامت متزلزل ہو گئی۔ اور ہم خائف ہو گئے ہیں۔ تو ہمیں کام چھوڑ دینا چاہیے۔ اور گھروں میں بیٹھ جانا چاہیے۔

تاریخ کو مسخ نہیں کرنے دیا جائے گا۔ ماضی کو داغدار کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اللہ نے جو کچھ ہم کو دیا ہے وہ اس قدر کافی ہے کہ اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں تو پھر ہم کیوں لالچ کریں۔ اور کیوں اپنی عزت کا سودا کریں۔ کیوں رسوا ہوں۔

ہم کسی قیمت پر سودے بازی نہیں کریں گے۔ ہم نے علماء کے مقام، علماء کی عزت اور علماء کی داڑھیوں کی حفاظت کرنی ہے۔ ان کے ناموس کا تحفظ کرنا ہے۔

ہمارے بعض ساتھیوں نے انتہائی گھٹیا کردار ادا کیا۔ مگر ہم برداشت کرتے رہے۔ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ مولانا نورانی معتدل مزاج آدمی ہیں۔ اور انہوں نے اسلامی مسائل اور اچھی باتوں میں اسمبلی کے اندر ہمیشہ تعاون کیا۔ ان کے مقابلہ میں ایک لادین شخص کو ووٹ دینا کیا انصاف ہے۔

اس کے بعد انہوں نے جماعتی مارشل لاء لگایا اور خود سربراہ جمعیۃ بن گئے۔ حالانکہ دستور کے لحاظ سے بھی ان کو حق نہیں۔ اور نہ کوئی اجلاس ہوا۔

اس قدر گندہ کردار اور اس قدر بودا کردار ایک دیوانہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اب سرکاری سطح پہ مولانا ہزاروی کی حمایت کے لئے کوشش کی جاتی ہے۔ ڈپٹی کمشنر اور حکومت کے سیکرٹری ان کے لئے کام کر رہے ہیں۔

صوبہ سرحد میں قاضی مقرر کئے جانے کی رشوت پیش کی جا رہی ہے۔ اوقاف کے مولویوں کے ذریعہ کنویسنگ کرائی جا رہی ہے۔

ان حالات میں ہماری ذمہ داری ہے کہ جماعت کو مضبوط اور موثر بنائیں۔ اب حضرات آئندہ مدت کے لئے ایسے لوگوں کو منتخب کریں جو اکابر کے نقش قدم پر چلیں اور

سیرت کانفرنس

جمعیۃ علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری پیر سید نیاز احمد گیلانی اور مولانا منظور احمد چنیوٹی ۸ دسمبر بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد صدیقیہ محلہ عثمان پور چک نمبر ۳۲۷ سابق دھک پورہ شورکوٹ روڈ ضلع جھنگ میں سیرت کانفرنس سے خطاب فرمائیں گے۔

حاصل مطالعہ

ریاض احمد انصاری
ایم - اے

اہل حق کا اختلاف

اختلاف کوئی معیوب بات نہیں ہے بلکہ یہ حقیقت یہ ہے کہ یہ کارخانۂ کائنات جیل بی اختلاف کی بنیادوں پر رہا ہے - لیکن اختلاف کرنے یا اختلاف رکھنے کے کچھ حدود و قیود ہیں اختلاف اگر ان اخلاقی حدود سے تجاوز نہیں کرتا تو نہ صرف یہ کہ یہ ایک مستحسن بات ہے بلکہ شارع علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق ایسا اختلاف رحمت ہے اس کے برعکس اگر اختلاف کی آڑ میں فریق مخالف کو جائز و ناجائز تضحیک و تحقیر کا نشانہ بنایا جائے اور اختلاف کو محض اپنے وقار کا مسئلہ بنا لیا جائے، اپنے خیالات کو وحی سمجھا جائے اور اپنے مسلک کو ذہنوں میں اتارنے کی جارحانہ کوشش کی جائے، تو پھر یہ اختلاف - اختلاف نہیں افتراق ہے، رحمت نہیں زہر ہے جو اپنے دامن میں امت کے لئے توڑ اور انتشار کی ہلاکتیں لئے ہوئے ہوتا ہے - آج حضرت مدنیؒ کے نام لیوا بھی کچھ اسی قسم کے اختلاف کا شکار ہیں - ہم حضرت مدنی قدس سرہٗ سے نسبت پر فخر کرنے والے حضرات کی خدمت اقدس میں خود ان کے مرشد و پیشوا کے صاف وشفاف آئینۂ کردار کی ادنیٰ سی ایک جھلک پیش کرنے جسارت کرتے ہیں جس پر ہر شخص اپنا چہرہ خود ملاحظہ فرما کر اپنے بارے میں آپ فیصلہ کر سکتا ہے۔

"حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی نے فرمایا کہ حضرت اقدس حضرت مدنیؒ کسی بھی وقت میرے یہاں آ جاتے اور دروازے پر دستک دیتے اور کھانا اندر سے منگوا کر کھانا شروع فرما دیتے - ایک دفعہ مجھے معلوم ہوا، کہ حضرت تشریف لائے ہیں - اتفاق سے انہیں دنوں میں حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی بھی تشریف لائے تھے وہ دارِ جدید میں تھے - میں نے ان سے عرض کیا کہ حضرت مدنیؒ تشریف لائے ہیں وہ تھوڑی دیر ٹھہر کر تشریف لے جائینگے تب آپ کو بلا لونگا انہوں نے فرمایا "ہرگز نہیں"! میں ان سے ضرور ملاقات کروں گا، ہمارا اختلاف صرف اسٹیج کی حد تک ہے"۔

بہرحال وہ تشریف لائے اور دونوں میں خوب مزے مزے کی باتیں ہوئیں - حضرت مدنیؒ نے مولانا ظفر احمد صاحب کی کنیت "ابو دیک" رکھی اس لئے کہ ان کے لڑکے کا نام "مرغ محمد" تھا"۔

(ولیٔ کامل" صـ۲۱۹ از مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری)

۲- حسین ترین تاویل

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا مدظلہ العالی کے والد صاحبؒ کا جب انتقال ہوا تو انہوں نے آٹھ ہزار روپیہ قرض چھوڑا اور ملکیت میں صرف چار ہزار روپیہ کا کتب خانہ چھوڑا۔ لائق فرزند یعنی آپ نے یہ کیا کہ اپنے ایک رفیق مولانا نصیر الدین صاحب کو کتب خانہ کا مالک بنا کر بٹھا دیا کہ سیاہ کریں یا سفید اور خود یکسو ہو کر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں لگ گئے۔ اور قرض سے گذر اوقات کرتے رہے - لوگوں نے شکایات کیں کہ مولانا نصیر الدین صاحب کتب خانہ کے معاملے میں صاف نہیں معلوم ہوتے - ایک دفعہ حضرت شاہ محمد الیاسؒ صاحب نے بھی توجہ دلائی تو فرمایا:-

"چچا جان! میں کتب خانہ کے معاملے میں مولوی نصیر الدین صاحب کے متعلق کیوں بدظن ہوؤں؟ جبکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ابا جانؒ کا قرضہ آٹھ ہزار روپیہ اسی کتب خانہ سے ادا ہوا اور دو حج انہوں نے اسی کتب خانہ کی آمدنی سے کرائے اور میرا خرچہ بھی اٹھاتے ہیں حالانکہ شروع میں اس کی مالیت چار ہزار تھی تو میرا کیا نقصان ہوا"؟

اس واقعہ سے چند چیزیں ظاہر ہوئیں کہ حضرت شیخ مدظلہٗ کو روپیہ پیسہ اور دولت کی طرف سے کس قدر بے نیازی تھی اور یہ کہ دوسرے کے طریقہ کار کی حسین ترین تاویل کر دیتے تھے ورنہ خیال فرمایئے ایسے موقعہ کے اوپر جب چاروں طرف سے ایک ہی بات کان میں ڈالی جا رہی ہو وہ خواہ کتنی ہی غلط کیوں نہ ہو اس پر یقین کر لینا اور پھر اس کے مطابق عملدرآمد کر لینا بعید از قیاس نہیں ہے

(ولیٔ کامل مطبوعہ یو، پی صـ۱۱۹)

۳- حضرت مدنیؒ کا اخلاص

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی نے ارشاد فرمایا کہ حضرت اقدس حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ کپڑے تو کھدر کے زیب تن فرماتے تھے لیکن جوتا بہت قیمتی اور خوبصورت پہنتے تھے - ایک مرتبہ میں نے حضرتؒ سے عرض کیا - "حضرت جی! آپ کی ساری معشوقیت صرف جوتوں میں آ گئی"- فرمایا اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جب کوئی میرے کپڑے دیکھے گا تو سمجھے گا کہ حضرت جی بہت غریب ہیں ان کو کچھ دے دو لیکن جب اس کی نظر جوتے پر جائے گی تو سمجھے گا کہ حضرت جی رئیس معلوم ہوتے ہیں"- یہ ہے حضرت کا اخلاص

ارشاد فرمایا ان حضرات کے ساتھ! ادب رہنا چاہیئے
دی گئی منصور کو پھانسی ادب کے ترک پر
تھا انا الحق - حق مگر لفظ گستاخانہ تھا

(ولیٔ کامل صـ۲۱۹)

۴- یہ تصوف کیا بلا ہے؟

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کا ایک دلچسپ مکتوب ملاحظہ فرمایئے - فرماتے ہیں:-

"واقعہ یہ ہے کہ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمان صاحب لدھیانوی مرحوم اور اس ناکارہ کا طالب علمی کا دور تقریباً ایک ہے - وہ دیوبند میں پڑھتے تھے، میں سہارنپور میں - وہ مجھے ابن فلاں کی حیثیت سے جانتے تھے اور میں انہیں ایک لیڈر کی حیثیت سے جانتا تھا اور ایک دوسرے سے تقریباً نفرت تھی، وہ ہمیشہ مجھے دیکھ کر یوں کہتے تھے کہ ایسے بے کار آدمیوں کا وجود زمین پر بوجھ ہے اور چونکہ وہ جری تھے، لسّان تھے اس لئے جو منہ میں آتا کہہ دیتے اور میں اپنے ضعف و جمود کی وجہ سے زبانی تو کچھ نکیر نہ کرتا مگر دل میں یہ سوچتا کہ اس شخص کا مدرسہ میں رہنا ناجائز ہے جس کو پڑھنا نہیں لیڈری کرنا ہے وہ طالب علمی کا کیوں نام بدنام کرے، مدرسہ کی روٹیاں کیوں کھائے، کسی اخبار میں جا کر نوکری کرے - دو تین سال اسی منافرت میں گذر گئے - وہ مرحوم فارغ ہو کر اپنے لیڈرانہ مشاغل میں لگ گئے - عرصہ تک ملاقات بھی نہ ہوئی - اس کے بعد ان کی زندگی نے کچھ پلٹا کھایا اور رائے پور کی حاضری شروع ہوئی - حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کا یہ عام دستور اور قاعدہ کلیہ سب ہی کو معلوم ہے کہ وہ ہر رائے پور جانے والے سے پہلا سوال یہ کیا کرتے تھے کہ شیخ الحدیث سے مل کر آئے یا نہیں؟ اس مجبوری کو ہر رائے پور جانے والے کے لئے نفی میں جواب دینے کی سزم کی وجہ سے دل چاہے یا نہ چاہے مل کر جانا پڑتا ہے تو اس کے علاوہ چونکہ اس زمانے میں حضرت نور اللہ مرقدہٗ کے اسفار بھی بہت کثرت سے رہتے تھے۔ اس

(باقی آخری صفحہ پر)

رجسٹرڈ ایل ۱۳۲؍ | ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور | فون ۶۷۷۱۵

بقیہ — حاصل مطالعہ

ناکارہ کو حضرتؒ کے اسفار کا حال ہر وقت معلوم رہتا تھا اس لئے بھی لوگ مجبور تھے کہ وہ یہاں آکر معلوم کرلیں کہ حضرت رائے پور ہیں یا کہیں سفر میں ہ؟ ان دو مجبوریوں کی وجہ سے مولانا مرحوم جب بھی رائے پور جاتے ایک دو منٹ کے لئے آنا ضروری تھا۔ مرحوم بھی سمجھتے یہ ضابطہ پوری ہے، اور میں بھی سمجھتا۔ ایک دفعہ اسی دستور کے موافق مولانا نصیر نے اوپر جا کر کہا کہ مولانا حبیب الرحمان صرف ایک منٹ کو مصافحہ کرنا چاہتے ہیں۔ سامان لاری پر رکھا ہے۔ میں نے کہا بلالو۔ میں بھی یہی سمجھ رہا تھا کہ صرف مصافحہ ہی ہے وہ اوپر تشریف لائے اور مصافحہ سے بھی پہلے کھڑے کھڑے یوں کہا۔ "ایک بات بہت ضروری پوچھنی ہے، جواب اس وقت نہیں چاہیئے، سوچ رکھیئے گا۔ کل کو رائے پور سے واپسی میں اس کا جواب لوں گا اور اس پر گفتگو کرنے کے لئے کچھ ٹھہروں گا"۔ یہ تصوف کیا بلا ہے؟ چونکہ مرحوم نے یہی لفظ کہے تھے، اس واسطے لکھ دیئے۔ میں نے کھڑے ہوتے ہوئے مصافحہ کرتے ہوئے کہا کہ "تصحیح نیت ہے اس کے سوا کچھ نہیں"۔ کہنے لگے میں تو دلی سے سوچتا آ رہا تھا کہ تو اگر یوں کہے گا تو میں یوں کہوں گا میں نے بہت سی تعبیرات اور اس پر بہت سے اشکالات سوچ رکھے تھے تو نے تو ایک ہی لفظ میں نمٹا دیا میں نے کہا اب تم رائے پور میں اس پر اشکالات سوچتے لائیو! اگلے دن آئے فرمایا، اس پر تو کوئی اشکال سمجھ میں نہیں آتا۔ میں نے کہا۔ حقیقت یہی ہے کہ ذکر و شغل مجاہدات وغیرہ سب اس کے پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ اور تعلق مع اللہ نسبت انوار وغیرہ سب اس کے ثمرات ہیں۔

فرمانے لگے کہ آج پہلا دن ہے کہ میرے دل میں تیرے سے کچھ اُنس پیدا ہوا آج تک تو وحشت ہی تھی۔

(ولیٔ کامل ص ۲۴۹)

نونہالانِ اسلام کی محفل

حافظ خالد مسعود بٹ

پیارے بچو! آپ کو یاد ہوگا۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ آیندہ ایک آیتِ قرآن پاک ایک حدیثِ مبارکہ اور ایک سچی کہانی لیکر حاضر ہونگا لیجیئے ملاحظہ فرمایئے:۔

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ۔ ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا حکم نہیں ہے۔ یعنی اللہ کے قانون کے سوا کسی غیر اللہ کا قانون قابل عمل نہیں ہے

پیارے بچو! آج ہر طرف انقلاب کا شور ہے ملک کی فضا میں "انقلاب زندہ باد" کے نعرے گونج رہے ہیں اور قانونِ قدرت کے مطابق بھی ایک انقلاب کی ضرورت ہے (بچو! آپ کے ننھے منھے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ انقلاب کہتے کسے ہیں یہ کس بلا کا نام ہے؟ تو بچو! ایک نظام کو تبدیل کر کے دوسرے نظام کو رائج کرنا انقلاب کہلاتا ہے) قانون قدرت کے مطابق ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے ملک میں ایک ایسا انقلاب برپا کریں جس کا ہر سچا مسلمان اور اسلام خواہشمند ہے۔ اور وہ انقلاب یہ ہے کہ:۔ "انسانوں پر سے غیر اللہ کی حاکمیت قطعی طور پر ختم کر دی جائے اور صرف خدا کا قانون حکمران ہو"۔

ہم نے دیکھ لیا ہے کہ اگر خدا کے قانون اور سُنّت رسول کو پسِ پشت ڈال دیا جائے اور گمراہی کو اپنا لیا جائے اللہ تعالےٰ سزا دیتے ہیں۔ قرآنی تعلیمات کو چھوڑنے اور باطل نظریات کو اپنانے کا ہی نتیجہ ہے کہ ہم سے ہمارے پیارے وطن کا آدھا حصہ کٹ کر دشمن کی گود میں چلا گیا۔ جب ہم نے اس سے کوئی سبق نہ لیا تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا۔ زمین پانی اگلنے لگی۔ اور پانی جو ہماری زندگی کے لئے ضروری ہے وہی پانی ہماری موت کا پیغام بن گیا اور انسانوں مویشیوں اور مال اسباب کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اللہ کی دی ہوئی ہدایت کے بعد جب کوئی قوم گمراہی کی طرف بڑھتی ہے تو اُس کا پہلا قدم آپس کی لڑائی کی طرف اٹھتا ہے۔ (حدیث کا ترجمہ) اور آج ہمارے ملک کی یہی حالت ہے۔ بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے۔ مسلمان مسلمان کا خون بہا رہا ہے۔ اور یہ اسی بات کا نتیجہ ہے کہ ہم نے قانون خداوندی کو چھوڑ کر باطل نظریات کو اپنا لیا ہے۔ ہم گمراہی کی طرف بڑھ گئے ہیں۔ لیکن اب بھی وقت ہے کہ ہم ہدایت کا راستہ اختیار کرلیں۔ اسلامی انقلاب برپا کردیں ہم وہ مقام حاصل کر سکتے ہیں جو کبھی سچے اور دیندار مسلمانوں کو حاصل تھا کیونکہ جب خدا کی اطاعت کی جاتی ہے، ہدایت کا راستہ اختیار کر لیا جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ اسی کے متعلق ایک سچی کہانی سُنیئے جو صحابہ کرامؓ کو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے سنائی تھی۔

کسی جنگل میں ایک مسافر سفر کر رہا تھا، اور منزل پر جلد پہنچنے کی دھن میں مگن تیز تیز قدم اٹھا رہا تھا کہ یکایک اس نے آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی، وہ رک گیا اور سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ کچھ دیر کے بعد وہی آواز دوبارہ سنائی دی اس نے کان آواز کی طرف لگا دیئے۔ اس نے سنا کہ ایک بادل کو حکم دیا جا رہا ہے کہ "جا اور فلاں شخص کے باغ میں جا کر پانی دے"۔ بادل نے برسنا شروع کر دیا اس کا پانی ایک نالے میں جمع ہونے لگا۔ خوب پانی برسا اور پھر بادل چلا گیا۔ نالے کے پانی نے خراماں خراماں چلنا شروع کر دیا اور وہ مسافر اس نالے کے پانی کے پیچھے ہو لیا۔ کچھ دُور چلنے کے بعد اس نالے کا پانی ایک باغ میں داخل ہوگیا اور باغ کو سیراب کرنا شروع کر دیا۔ مسافر نے دیکھا کہ ایک آدمی باغ میں کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں بیلچہ ہے۔ جس سے وہ پانی کو راہ دکھاتا جا رہا ہے۔ مسافر نے اس باغ والے سے پوچھا:۔

اے بندۂ خدا تمہارا نام کیا ہے؟ باغ والے نے وہی نام بتایا جو مسافر نے بادل میں سنا تھا۔ باغ والے نے مسافر سے دریافت کیا کہ تو نے میرا نام کیوں پوچھا ہے؟ اس مسافر نے جواب دیا کہ میں نے ایک بادل جس کا یہ پانی ہے ایک آواز سنی کہ تیرا نام لیکر کہا کہ اس کے باغ کو پانی دے۔

پھر پوچھنے لگا اے بندۂ خدا! تو کیا عمل کرتا ہے جو خدا تعالےٰ کے ہاں اس قدر مقبول ہے؟ باغ والا بولا اور تو کوئی عمل ایسا نہیں ہے بس صرف ایک عمل ہے جو تو نے پوچھا ہے

(باقی کالم ۱ کے نیچے)

ص تو مجھ کو کہنا ہی پڑتا ہے۔ میں اس باغ کی پیداوار سے ایک تہائی خدا کے نام پر دے دیتا ہوں۔ ایک تہائی اپنے اور اپنے بچوں کے لئے رکھ لیتا ہوں اور باقی ایک تہائی پھر اسی باغ میں لگا دیتا ہوں۔

دیکھا بچو! جو لوگ خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور ہدایت کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کے کام غیب سے سرانجام ہو جاتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ گمراہی سے بچیں اور اس کے قانون کو اپنے ملک میں نافذ کریں تاکہ اس کی رحمت کے دروازے ہم پر بھی کھل جائیں